سبحٰن ربک رب العزۃ عما یصفون

الحمد للہ کہ اندنوں تازہ افادات اکمل الکملا
و افضل الفضلا اوحد زمن مولانا احمد حسن عم فیضہم الحسنی
رسالہ نافعہ و عجالہ رائعہ مسمی بہ

تنزیہ الرحمٰن عن شائبۃ الکذب والنقصان

حسب فرمائش جناب حافظ امیر الدین
صاحب کے باہتمام مہر دل عزیز منشی عبد العزیز صاحب تاجر
آخر محرم الحرام سنہ ۱۳۰۷ ہجریہ کو

مطبع عزیزی کانپور میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدور ہمین کب ترے وصفونکے رقم کا | حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

حمد بیحد اوس جامع صفات کمالیہ کو سزا ہے جسکی ذات شائبہ امکان کذب سے منزہ اور تمام عیوب ونقص سے مبرا ہے۔ اور صفات ناقصہ سے پاک ہونا صرف اوسکے وجوب کا مقتضا ہے۔ اور نعت لاتعد اوس نبی صادق و مصدوق کو زیبا ہے جسنے چراغ ہدایت ہم گمراہون کے راستے مین رکھا۔ اور اسکی نبوت کی گواہی نے لاحقین کو خیر امم سابقین سے ملقب کیا۔ تمام انبیا کے کمالات کا ظہور اوسکے نور کا جلوہ ہے۔ سب موجودات سے پردۂ عدم کا دور ہونا اوسکے فیض کا کرشمہ ہے۔ اس ہیچمیرز کو کیا یارا کہ اوس ممدوح باری کی توصیف کا ذکر زبان پر لائے۔ اور آپکی تعریف کے لائق ایک کلمہ بھی بیان کر سکے۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا خلعت فاخرہ اس قامت زیبا پر راست۔ اور خاتم الرسل ہونیکا کسوت گران بہا اسی عنصر لطیف پر درست ہے علیہ وعلی آلہ واصحابہ اتباعہ

افضل الصلوٰۃ والتسلیم - آنجناب کے مددگار حضرت ابوبکر یار غار و حضرت عمرؓ
معدلت شعار حضرت عثمان ذی النورینؓ جان نثار و حضرت علیؓ میدان علم کے
شہسوار یہ ہر چہار اصحاب عمارت دین کے چار رکن رکین ہین - انکے دوستدار
مستحق درجات اعلی علیین ہین - بعد حمد و نعت کے خادم طلبہ مسکین امیر الدین
طالبان حق اور ہنر ہین قادر مطلق کیخدمت بابرکت مین عرض رسا ہے - کہ اس
زمان پر آشوب مین یہ نوبت پونہچی کہ ہمارے علماے دین بجاے ہدایت خلق
ایسے مسئلون مین بحث کرنے لگے جو عوام کی گمراہی کا باعث ہون اور مخالف
دین کی موجب طعن و مضحکہ او سپر طرہ یہ ہے کہ نہ علماے محققین کے اقوال ملاحظہ
کرتے ہین نہ اہل حق کا کہنا مانتے ہین بلکہ ایسے خوفناک امر کی اشاعت کے لیے
مجلسین منعقد کرتے ہین اور اہل حق کے چھیڑنے کے لیے دور دور تک استفتے
بھیجے جاتے ہین والی اللہ المشتکی چنانچہ انہون اس قسم کا ایک استفتا دیوبند
سے حضرت استاذی افضل الفضلا اکمل الکملا سلطان المحققین فخر المدققین بحر المقام
النحریر الفہام جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول محط رحال کرام مرجع
خواص و عوام فخر زمن مولانا حافظ احمد حسن عم فیضہ کی خدمت سراپا برکت مین
اس مضمون کا آیا کہ امکان کذب باری مذہب اہل سنت و جماعت ہی یا نہین اور
اسکا قائل حق پر ہے یا امتناع کذب کا معتقد راہ راست پر ہر چند حضرت محتشم الیہ
کو مدیم الفرصتی مانع وقت - اور کثرت اسباق سے تحریر جواب فتوی ہذا کی مہلت

یتھی مگر سائل کی خاطر شکنی کے لحاظ سے بطریق ارتجال تقاضائے استعجال
سے استفتائے مذکور کا جواب تحریر فرمایا جسمین امکان کذب باری تعالیٰ کا استحالہ
اور امتناع کذب باری کو بدلائل قطعیہ یقینیہ ثابت کیا۔ اگرچہ عدیم الفرصتی کی وجہ
سے جناب ممدوح الصدر نے مختصرًا لکھا۔ لیکن چونکہ اصل ثبوت دعوی کے لیے
دلیل کافی اور رد زعم امکان کذب جلشانہ کے لیے برہان وافی تھی اسلیے منصفین
نے جب بہ نظر انصاف دیکھا بہت پسند کیا اور جا بجا سے اوس فتوی کی طلب
مین اسقدر خطوط آئے جنکی تعمیل دشوار تھی لہذا اس خاکسار ذرہ بمقدار نے
کمر ہمت چست کر کے یہ ارادہ صمم کیا کہ یہ جواب بطور کتاب چند اوراق مین ثبت
کر کے مطبوع کرا دیا جاوے تا کہ احقاق حق سب پر ظاہر ہو جاوے۔ راقم کو صرف
عوام کی نفع رسانی مدنظر ہے۔ اب یہان سے صفحات تا لیات مین جواب کے
کلمات طیبات اصل سوال کی نقل کرنے کے بعد درج کیے جاتے ہین و اللہ
ولی الافادۃ والاستفادۃ وبیدہ ازمۃ الحفاظۃ عن المغلطۃ۔

سوال

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم اما بعد کیا فرماتے ہین حامیان شرع احمدی اس مسئلہ
مین کہ زید یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ امکان کذب باری تعالیٰ یعنی باریتعالیٰ کا متصف
بکذب ہونا ممکن ہے اور عقیدہ اہل سنت وجماعت اسکو جانتا ہے اور یہ دلیل
بیان کرتا ہے کہ رد المحتار مین آیا ہے کہ ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر

ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصاً بل جوداً وکرماً اور نیز یہ بھی کہتا ہے کہ اگرچہ مصرح الفاظ مین خلف فی الوعید ہے مگر جبکہ امکان کذب فرع خلف فی الوعید ہے لہذا عبارت مواقف ومقاصد ضرور بالضرور مستلزم کذب باری تعالی کو ہوگی اور عمرو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ صادق حقیقی کذب سے منزہ ومبرا ہے ذات باری کو یہ دہبہ نقصان لگاتا ہے اعوذ باللہ وتعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً اور ہرگز ہرگز امکان کذب کو فرع خلف فی الوعید کی نہین مانتا اب ان دونون عقیدون مین کون حق اور کون ناحق ہے اور عبارت مواقف ومقاصد کا کیا مطلب ہے آیا زید معنی حق سمجھا ہے یا عمرو یا اور کوئی معنی ہین اوسکی تفصیل مرقوم ضرور بالضرور ہو اور معتقدین مین سے ایک کو دوسرے کے مقابلے مین کیا کہنا چاہیے زیادہ تر زبان درازی اس امر مین کیسی ہے بالتفصیل ارقام فرمائیگا۔

الجواب

سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم والصلوة والسلام على نبيك الكريم وصحبه واهل بيته وازواجه واتباعه اجمعين

اقول مستعینا بملهم الصدق والصواب صورت مسئولہ مین عمرو کا عقیدہ بہت درست اور صحیح ہے بلاشک وشبہ سبحانہ تعالی امکان کذب سے منزہ ومبرا ہے اور یہی اعتقاد اہل سنت والجماعۃ کثرہم اللہ تعالی کا ہے البتہ فرقہ ضالہ افرادیہ امکان کذب باری تعالی کا قائل ہے اس دعوی کے

ثبوت مین اولاً اقوال مفسرین اور ثانیاً عبارات متکلمین اور ثالثاً نصوص اصولیین وغیرہم
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ذیل مین درج کئے جاتے ہین **اقوال مفسرین** رحمہم اللہ
تعالیٰ مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی **تفسیر مظہری** مین فرماتے ہین وَمَنْ اَصْدَقُ
مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا فی لا ھذہ الجملۃ بمنزلۃ التعلیل لقولہ لاریب فیہ فان اخبارہ
تعالی لا یحتمل تطرق الکذب الیہ بوجہ من الوجوہ لانہ نقص مستحیل علی اللہ تعالی
فما ثبت بقولہ تعالی فھو حق لاریب فیہ اور **قاضی بیضاوی** نے اپنی تفسیر
مین بیان فرمایا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا انکار ان تکون احد اکثر صدقا منہ
فانہ لا یتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالی محال اور صاحب
تفسیر حقانی جلد اول مین یون نص کرتے ہین لاریب فیہ وھو ان لم یثبتہ الی
حد الایجاب لکن اوجبہ اخبار اللہ تعالی عنہ لانہ (من اصدق من اللہ حدیثا)
لانہ عبارۃ کلامہ الازلی الذی لا دخل للکذب فیہ لانہ نقص والغیر وان
دلت الدلائل علی صدقہ فکذبہ ممکن اذا لم ینظر الیہا **تفسیر مدارک** مطبوعہ مصر مین
درج ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا تمییز وھو استفہام بمعنی النفی ای لا احد
اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ الکذب علیہ تعالی بقبحہ لکونہ
اخبارا عن الشیء بخلاف ما ھو علیہ اور **تفسیر خازن** مین ہے فَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ
حَدِیْثًا یعنی لا احد اصدق من اللہ تعالی فانہ لا یخلف المیعاد ولا یجوز علیہ
الکذب اور امام المفسرین وفخر المتکلمین فخر الدین رازی تفسیر کبیر کی جلد سوم مین کس

تصریح سے اس مطلب کو ادا فرماتے ہین المسئلة السادسة قوله (وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا) استفهام على سبيل الانكار والمقصود منه بيان انه يجب كونه تعالى صادقا وان الكذب والخلف فى قوله تع محال واما المعتزلة فقد بنوا ذلك على اصولهم الخ واما اصحابنا فدليلهم آه اور نیز وہی نطاع العلماء سند الفضلا تفسیر مذکور کی جلد سوم مین زبان صدق ترجمان سے اس مسئلہ کے بارہ مین ارشاد کرتے ہین فقد جوز الكذب على الله تعالى وهذا خطاء عظيم بل يقرب من ان يكون كفرا فان العقلاء اجمعوا على انه تعالى منزه عن الكذب تفسیر ابو سعود مین ہے (وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا) انكار لان يكون احد اصدق منه تعالى فى وعده وسائر اخباره وبيان لاستحالة كيف لا والكذب محال عليه سبحانه دون غيره یہ عبارات ونصوص حضرات مفسرین کے جو یہانتک نقل کیے گئے استحالہ امکان کذب باری تعالی پر بلاشک وشبہ حجج ساطعہ وبراہین قاطعہ ہین اور یہ مدعا اقوال مفسرین سے ایک اور طریقہ پر بھی ثابت ہو سکتا ہے جسکے لیے تفصیل ذیل درکار ہے کہ اشاعرہ رحمہم اللہ تکلیف مالا یطاق کو جائز رکھتے ہین اور اپنے دعوی کے ثبوت مین ان آیات سے استشہاد لاتے ہین جنہین خداوند کریم نے اشخاص معینہ کے ایمان نہ لانے کی خبر دی ہے اور استشہاد کی تقریر اسطور پر کرتے ہین کہ ایمان ابولہب وغیرہ محال اور غیر ممکن ہے حالانکہ وہ ایمان کے مکلف ہین اگر تکلیف مالا یطاق جائز نہوتی تو ان کفار کو ایمانکی تکلیف نہ دیجاتی اور انکے ایمان کا

محال ہونا ظاہر ہے اسلیے کہ اگر ان اشخاص کا ایمان لانا ممکن ہوتا تو اسکے وقوع سے محال لازم آتا کیونکہ امکان کا مقتضا یہی ہے حالانکہ صورت ہذا مین برتقدیر وقوع ایمان اشخاص معلومہ کے کذب باری تعالیٰ لازم آتا ہے اور وہ محال ہے والمستلزم للمحال محال۔ اب مین کہتا ہون کہ اگر اشاعرہ کے نزدیک خدا کے کلام لفظی مین کذب ممکن ہو تو اُنکے اس استدلال کے کچھ معنی نہین ہو سکتے اسلیے کہ جب انکے نزدیک خدا کا کذب ممکن ہے تو ابولہب کا ایمان غیر ممکن اور محال کیونکر ہوا اسواسطے کہ اس ایمان کے محال ہونے کی صرف یہی وجہ تھی کہ اگر یہ ایمان واقع ہوگا تو خدا جل مجدہ کا جھوٹ لازم آئیگا اور خدا کا کذب جب محال نہ مانا گیا تو انلوگون کے ایمان لانے مین پھر کوئی قباحت نہین وہذا خلف پس معلوم ہوا کہ اشاعرہ کے نزدیک خدا تعالی کا کذب ممکن نہین چنانچہ تفسیر بیضاوی مین ہے والآیۃ مما احتج بہ من جوز تکلیف بالا یطاق فانہ سبحانہ وتعالی اخبر عنھم بانھم لا یومنون فیجتمع الضدان اھ اور فاضل لاہوری اسکی تقریر اسطرح کرتے ہین وذھب بعض الاشعریۃ الی وقوع التکلیف بالممتنع لذاتہ واستدلوا بھذہ و المراد بالجواز الجواز الوقوعی و بما لا یطاق الممتنع لذاتہ والا فالجواز مطلقا ووقوع التکلیف بما لیس بممتنع لذاتہ متفق علیہ بینھم وحاصل الاستدلال انہ سبحانہ و تعالی اخبر بانھم لا یؤمنون وامرھم بالایمان وھو ممتنع اذ لو کان ممکنا لما لزم من فرض وقوعہ محال لکنہ لازم اذ لو آمنوا انقلب خبرہ تعالی کذبا وشمل ایمانھم الایمان بانھم

لایومنون لکونه مما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم وایمانهم بانهم لایومنون
فرع اتصافهم بعدم الایمان فیلزم اتصافهم بالایمان وعدم الایمان فیجتمع
الضدان وکلا الامرین من انقلاب خبره تعالی کذبا واجتماع الضدین محال
ومایستلزم المحال محال اور علامہ ابو سعود فرماتے ہیں والآیۃ الکریمۃ مما استدل
به علی جواز التکلیف بما لایطاق فانه تعالی قد اخبر عنهم بانهم لایومنون
فظهر استحالة ایمانهم لاستلزامه المستحیل الذی هو عدم مطابقة اخباره تعالی
للواقع مع کونهم مامورین بالایمان باقین علی التکلیف اھ اور امام فخر الدین رازی
اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں المسئلة الثانیة احتج اهل السنة بهذه وکل ما
اشبهها من قوله لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰی اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وقوله ذَرْنِیْ وَمَنْ
خَلَقْتُ وَحِيْدًا الی قوله سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا وقوله تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ علی تکلیف
ما لایطاق وتقریره انه تعالی اخبر عن شخص معین انه لایومن قط فلو صدر منه
الایمان لزم انقلاب خبر الله تعالی الصادق کذبا والکذب عند الخصم قبیح
وفعل القبیح یستلزم اما الجهل واما الحاجة وهما محالان علی الله تعالی والمفضی
الی المحال محال فصدور الایمان والتکلیف به تکلیف بالمحال وقد یذکر هذا
فی صورة العلم وهو انه تعالی لما علم منه انه لایومن فکان صدور الایمان
منه یستلزم انقلاب علم الله جهلا وذلك محال ومستلزم المحال محال
اور تکلیف ما لایطاق کے مانعین یعنی ماتریدیہ وغیرہ اس استدلال کا جواب اسطور

بیان فرماتے ہین کہ متنازع فیہ جواز تکلیف مالایطاق غیر ممکن لذاتہ اور ممتنع بنفسہ
کا ہے اور وہ بیان لازم نہین آتا بلکہ ممتنع لغیرہ کی تکلیف کا جائز ہونا لازم آتا ہے اور
وہ متنازع فیہ نہین ہے بلکہ سب کا متفق علیہ ہے اور ہم یہ نہین تسلیم کرتے کہ ممکن بالذات
ممتنع بالغیر سے محال بالذات لازم نہین آتا دیکھو کہ عدم معلول اول ممکن بالذات
ممتنع بالغیر ہے اور اس سے محال بالذات یعنی عدم واجب لازم آتا ہے والا یلزم
تخلف المعلول عن علتہ التامۃ وھو محال ہان اگر ممکن بالذات کی حیثیت امتناع
بالغیر پر نظر نہ کیجاے تو بیشک اس سے محال بالذات لازم نہ آئیگا پس مانحن فیہ جبکہ ابولہب
وغیرہ کا ایمان بسبب خبر دینے اور علم باری کے ممتنع بالغیر ہو گیا ہے تو اگر بر تقدیر وقوع
کے محال بالذات یعنی کذب اور جہل باری کو مستلزم ہو تو اوسکے امکان ذاتی کی منافی
نہین اب اہل انصاف کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ اگر ماتریدیہ وغیرہ کے نزدیک
خدا تعالی کا کذب ممکن بالذات ہوتا تو اس تطویل لاطائل کی کیا حاجت تھی صرف
اتنا ہی جواب کافی تھا کہ باریتعالی کا کذب کلام لفظی مین ممکن بالذات ہے پس خدا کے
خبر دینے سے یہ ایمان غیر ممکن بالذات نہین ہو سکتا کیونکہ بر تقدیر وقوع ایمان کی کوئی
قباحت لازم نہین آتی غایۃ مافی الباب کذب باری لازم آئیگا اور وہ محال بالذات
نہین پس ایمان ابولہب کیونکر محال بالذات ہوا پس معلوم ہوا کہ مشائخ ماتریدیہ کا بھی وہی
مذہب ہے جو اشاعرہ کا مشرب ہے یعنے خدا کے کلام لفظی کا بھی کاذب ہونا ممتنع بالذات
وغیر ممکن ہے اب ملاحظہ کیجیے کہ حضرات علماے معترضین استدلال مذکور کا کیا جواب

دیتے ہین مگر مین بلحاظ اختصار بعض مفسرین کے اقوال پر اکتفا کرتا ہون علامۂ بیضاوی
اور ابو سعود لکھتے ہین والاخبار بوقوع الشئ او عدمہ لا ینفی القدرة علیہ کاخبارہ
تعالی عما یفعلہ ہو او العبد باختیارہ فاضل لاہوری اسکی تقریر اسطرح کرتے ہین
قولہ والاخبار الخ جواب عن الاستدلال المذکور وحاصلہ ان ایمانہم لیس من الممتنع
فیہ لانہ امر ممکن فی نفسہ وباخبارہ تعالی بعدم الایمان لا یخرج من الامکان غایتہ
انہ یصیر ممتنعا بالغیر واستلزم وقوعہ الکذب او اجتماع الضدین بالنظر الی ذلک
لان اخبارہ تعالی بوقوع الشئ او عدم وقوعہ لا ینفی قدرتہ علیہ ولا یخرجہ من
الامکان الذاتی لامتناع الانقلاب وانما ینفی عدم وقوعہ او وقوعہ فیصیر
ممتنعا واللازم للممکن ان لا یلزم من فرض وقوعہ نظرا الی ذاتہ محال واما بالنظر الی
الامتناع فقد یستلزم الممتنع بالذات کاستلزام عدم المعلول الاول عدم الواجب
انتہی عبارات حضرات متکلمین رضی اللہ تعالی عنہم تشریک خلاصۂ آل عبا سند العلماء سید سند علیہ
الرحمۃ شرح مواقف مین نص کرتے ہین تفریع علی ثبوت الکلام للہ تعالی وہو انہ
یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اما عند المعتزلۃ فلوجہین الاول انہ الخ والثانی انہ منافی
لمصلحۃ العالم لانہ اذا جاز وقوع الکذب فی کلامہ ارتفع الوثوق عن اخبارہ بالثواب
والعقاب وسائر ما اخبر بہ من احوال الآخرۃ والاولی اہ اما امتناع الکذب علیہ
تعالی عندنا فلثلثۃ اوجہ الاول انہ نقص والنقص علی اللہ تعالی محال اجماعا الخ اور
امام المحققین جلال الدین دوانی شرح عقائد جلالی مین دربارۂ تنزیہات باری عز اسمہ

یون نص فرماتے ہین ولا یصح علیہ الحرکۃ ولا الانتقال ولا الجہل ولا الکذب لانہما نقص والنقص علی اللہ تعالی محال اور دوسرے مقام مین عضد الملۃ والدین یکہ صاحب عضدیہ فرماتے ہین وہو منزہ عن جمیع صفات النقص کما سبق من اجماع العقلاء علی ذلک اور صاحب مواقف نے بعد رد کرنے فرق باطلہ کے لکھاہے واما الفرق الناجیۃ فہم الاشاعرۃ والسلف من المحدثین اہل السنۃ والجماعۃ وقد اجمعوا انہ لیس فی حیز ولا جہۃ ولا یصح علیہ الحرکۃ ولا الانتقال ولا الجہل ولا الکذب ولا شئ من صفات النقص اھ اور صاحب حاشیۃ خیالی شرح عقاید کے قول کیف وہو استدلال کے ذیل مین کہتے ہین بل الکذب منتف بالاجماع ایک اور استدلال اقوال متکلمین سے طالبین حق کے پیش نظر کرتا ہون کہ در اصل مشائخ کرام ماتریدیہ کثرہم اللہ اور معتزلہ ہداہم اللہ کے نزدیک اشیا کا حسن و قبح عقلی ہے اور اشاعرہ رحمہم اللہ کے نزدیک شرعی ہے چنانچہ اسکی تفصیل بفضلہ تعالی بیان کیجائیگی معتزلہ نے اشیا کے حسن و قبح عقلی ہونے کے چند وجوہ بیان کی ہین جیسا کہ مسلم الثبوت و شرح مواقف مین مذکور ہے منجملہ ان وجوہات کے دو طریق الزامی بیان کیے ہین جنہین سے ایک کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر حسن و قبح عقلی نہ ہوتا تو خدا کا جھوٹ بولنا کیونکر محال ہوتا وہو باطل بالاجماع اشاعرہ اس کا جواب یون دیتے ہین کہ ہمارے نزدیک خدا کے کذب کا محال ہونا قبح عقلی پر مبنی نہین تاکہ اسکی انتفاء سے کذب باری کا امتناع ثابت نہ ہو سکے بلکہ جائز ہے کہ اسکی وجہ کوئی اور ہو۔ ناظرین اہل انصاف اس سے بخوبی معلوم کر سکتے ہین کہ اہل سنت

والجماعت کا مذہب یہی ہے کہ امکان کذب باری محال ہے صرف استدلال کی تعیین
طرق مین کلام ہے شرح مواقف کی عبارت جو ذیل مین درج کیجاتی ہے اسپر شاہد ہے
واما الطریقان الالزامیان فاحدھما لو حسن من الله کل شئ کما اقتضاہ مذھبکم
من ان القبح انما ھو لاجل النھی الذی لا یتصور فی افعالہ لحسن ای لم یمتنع منہ
الکذب وفی ذلک ابطال للشرائع وبعثۃ الرسول بالکلیۃ لانہ قد یکون فی تصدیقہ
للنبی بالمعجزۃ کاذبا فلا یمکن حینئذ تمییز النبی عن المتنبی فلا یثبت الاحکام
الشرعیۃ وینتفی فائدۃ البعثۃ وانہ باطل بالاجماع ولحسن منہ ایضا خلق المعجزۃ
علی ید الکاذب وعادا لمحذور الذی ھو سد باب النبوۃ والجواب ان مدرک
امتناع الکذب منہ تعالی عندنا لیس ھو قبحہ العقلی حتی یلزم من انتفائہ ان
لا یعلم امتناعہ اذ یجوز ان یکون لہ مدرک اخر وقد تقدم ھذا فی مباحث کونہ
تعالی متکلما آہ اور اسکی تحقیق انشاء اللہ تعالی آگے آئیگی اور علامہ تفتازانی
نے شرح عقائد میں دربارۂ امتناع جواز تکلیف مالا یطاق نص کیا ہے وقد یستدل
بقولہ تعالی لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا علی نفی الجواز وتقریرہ انہ لو کان جائزا
لما لزم من فرض وقوعہ محال ضرورۃ ان استحالۃ اللازم یوجب استحالۃ الملزوم
تحقیقا لمعنی اللزوم لکنہ لو وقع لزم کذب اللہ تعالی وھو محال وھذہ نکتۃ فی
بیان استحالۃ کل ما یتعلق علم اللہ او ارادتہ او اخبارہ بعدم وقوعہ وحلھا انا لا
نسلم ان کل ما یکون ممکنا فی نفسہ لا یلزم من فرض وقوعہ محال وانما یجب

ذلك لو لم يعرض له الامتناع بالغير و الا لجاز ان يكون لزوم المحال بناء على الامتناع
بالغير الا ترى ان الله تعالى لما اوجد العالم بقدرته واختياره فعدمه ممكن فى نفسه
مع انه يلزم من فرض وقوعه تخلف المعلول عن علته التامة وهو محال والحاصل
ان الممكن لا يلزم من فرض وقوعه محال بالنظر الى ذاته اما بالنظر الى امر زائد على نفسه
فلا نسلم انه لا يستلزم المحال **نصوص علماء اصول** رضوان الله عليهم اجمعين او استاذ
اساتذة الهند **ملا نظام الدين سہالوی** شرح **مسلم الثبوت** کی اس مقام مین فرماتے
ہین وثانيا انه اى الحكم عقلا لولا لم يمتنع الكذب منه تعالى والتالى باطل لان
الكذب منه لو كان جائزا فلا يمتنع اظهار المعجزة على يد الكاذب فانه من شعب
الكذب واذ قد جاز فالاكاذيب كلها سواسية فينسد باب النبوة وهو مفتوح
البتة اور **مولانا عبد العلى بحر العلوم فواتح الرحموت** شرح **مسلم الثبوت** مین لکھتے ہین
لاستحالة الكذب هناك اور **صدر الشريعة توضيح** مین یون **تنقیح** کرتے ہین وانما
عدل عن الامر الى الاخبار لان المخبر به ان لم يوجد فى الاخبار يلزم كذب الشارع
اور علامہ سعد الملة والدين اسی قول پر **تلویح** مین بیان فرماتے ہین لانه اذا حكم
بثبوت شئ لشئ او نفيه عنه فان لم يتحقق ذلك لزم كذب الشارع وهو
محال یہانتک تو اقوال و تصریحات علمای کرام و فضلاء عظام واسطے ثبوت مدعای
مذکور بالا کے نقل کیے گئے اب اُسی مدعا پر ایک دلیل عقلی قایم کیجاتی ہی جسکے
مقدمات علماء کلام کے اقوال سے مستنبط ہین وہ یہ ہے کہ بی شک اضداد

صفات کمالیہ نقائص ہین اور ذات باریتعالی صفات ناقصہ سے مبرا ہے قال
فی شرح العقائد النسفیۃ علی ان اضدادھا نقائص یجب تنزیہہ تعالی عنھا او
رفع احد المتناقضین ثبوت دوسرے کو مستلزم ہے قال ابو المحسن الشہید فی حاشیۃ
علی ذلک الشرح فی توضیح العبارۃ المذکورۃ للبداھۃ العقلیۃ بان رفع الحیوۃ
ورفع القدرۃ ونحوہ نقائص یجب تنزیہ اللہ تعالیٰ بالاجماع وارتفاع احد
المتنافیین یستلزم ثبوت الآخر ضرورۃ اور چونکہ خدا کا متکلم ہونا بکلام صادق ومطابق
واقع ظاہر وباہر ہے لہذا اسکی نقیض جسکا محصل کذب ہے واجب الرفع ہوگی
وھو المدعی آب وہ شکوک وشبہات جو براہین قاطعہ مذکورہ بالا پر بادی النظر مین مخطور
بالبال ہوسکتی ہین مع دفعات ذیل مین درج کیجاتی ہین - اگر یہ کہا جاے کہ خدا
تعالی کا جمیع نقائص سے کہ منجملہ اُنکے کذب بھی ہے مبرا ہونا کیونکر متفق علیہ عقلا ہوسکتا
ہے حالانکہ بعض اکابر عقلا یعنی اشاعرہ کے نزدیک تمام اشیاء کا حسن وقبح شرعی ہے
فما راہ الشرع حسنا فھو حسن وما قال انہ قبیح فھو قبیح اور عقاید عضدیہ مین منصوص
ہے ولا حاکم سواہ فلیس للعقل حکم فی حسن الاشیاء وقبحھا وفی کون الفعل سببا
للثواب والعقاب تو اسکا جواب یہ ہے کہ حسن وقبح کے تین معنی ہین دو او نمین سے
اتفاقاً عقلی ہین اور ایک متنازع فیہ اور فیما نحن فیہ مین قبح بمعنی نقصان عقلی قرار
دیا ہے اور وہ اتفاقاً عقلی ہے کما قال الدوانی قالوا الحسن والقبح یطلق علی ثلثۃ
معان الاول صفۃ الکمال والنقص والثانی ملائمۃ الغرض ومنافرتہ وقد یعبر عنھما

بالمصلحة والمفسدة ولا نزاع في ان هذين المعنيين ثابتان للصفات في نفسها
وان ماخذهما العقل والثالث المدح والذم عاجلا والثواب والعقاب آجلا وهو
محل الخلاف اور ایسا ہی مسلم الثبوت اور تلویح وغیرہ مین مذکور ہے اور صاحب
مسلم الثبوت نے رد امکان کذب باری تعالیٰ مین اسطرح پر ذکر کیا ہے والجواب انہ
نقص وقد مر انہ لا نزاع فیہ وما في المواقف ان النقص في الافعال يرجع الى القبح
العقلي فممنوع لان ماينافي الوجوب الذاتي كيفما كان او فعلا من الاستحالات
العقلية ولذلك اثبته الحكماء لكن يلزم على الاشاعرة امتناع تعذيب الطائع
كما هو مذهبنا ومذهب المعتزلة فانه نقص مستحيل عليه تعالى شانه اور اگر
کوئی یون وہم کرے کہ جب کذب باری تعالی بالنظر الی الذات محال ہے تو ان براہین
قطعیہ کے کیا معنی ہونگے اسلیے کہ برتقدیر انکی محالیت اوسکی معلل ومثبت بالغیر ہوگی
تو اسکا جواب یہ ہے کہ براہین واسطہ فی الاثبات ہین نہ واسطہ فی الثبوت اور
استحالہ بالذات کی منافی واسطہ فی الثبوت ہوتا ہے نہ واسطہ فی الاثبات غایۃ
ما فی الباب یہ ہے کہ محالیت اوسکی نظری ہوگی جیسے کہ وجوب بالذات براہین سے
مثبت ہے اور یہ منافی اوسکی ذاتیت کی نہین ہے اور تحقیق واسطہ فی الاثبات
اور واسطہ فی الثبوت کے مولانا بحر العلوم قدس سرہ کے حواشی سے بخوبی ہو سکتی
ہے۔ اور اگر یون کہا جاوے کہ جمیع عبارات دالہ امتناع کذب باری تعالے
سے امتناع بالغیر مراد ہے۔ اور یہ امکان بالذات کی منافی نہین آسکا جواب یہ ہے

کہ جب لفظ استحالا اور امتناع مطلق واقع ہوتے ہین تو اُسکا فرد کامل یعنی امتناع بالذات
مراد ہوتا ہے جیسا کہ جب وجوب اور امکان مطلق استعمال کئیے جاتے ہین تو وجوب بالذات
اور امکان بالذات مراد ہوتا ہے کما لا یخفی علی الماہر ماسوا اسکے عبارات مستندہ میں
فقط لفظ امتناع و استحالہ نہین تاکہ عذر مذکور کی گنجایش ہو بلکہ - لا یجوز - ولا یحتمل - ولا یتطرق
ولا یدخل - وغیرہ الفاظ جو امکان کے مساوق اور مرادف ہین وہ بھی مصرح ہین اور
یہان بھی احتمال بالغیر کا نکالنا بلا ضرورت حقیقت سے مجاز کیطرف عدول کرنا ہی وہو
ظاہر البطلان چنانچہ کتب عقاید و اصول مین موجود ہے یجب حمل النصوص علی ظواہرہا حتی
الامکان وثانیاً اول اب بعد فراغ استدلالات امتناع کذب باریتعالیٰ زید کے استدلال کیطرف
توجہ کیجاتی ہے جو اُسنے عبارت شامی وغیرہ سے کیا ہے وہ استدلال بچند وجوہ مخدوش
ہے اول یہ کہ خلف فی الوعید جسکو مستند و دلیل ٹھہرایا ہے وہ قول محققین نہین پھر
فرع اوسکی کیسے قابل اعتبار اور سزاوار اعتقاد ہوگی خود علامہ شامی نے بعد نقل کرنے
عبارت مستشہدہ زید کے نقل کیا ہے وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جواز
وصرح النسفی بانہ الصحیح لاستحالتہ علیہ تعالی لقولہ تعالیٰ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْکُمْ بِالْوَعِیْدِ مَا
یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وقولہ تعالیٰ وَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ ای وعیدہ وانما یمدح بالعفو
خاصۃ اور نیز اوسکی چند سطرون کے بعد نقل کیا ہے لکنہ مبنی علی جواز العفو
عن الشرک عقلاً وعلیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد علمت ان الصحیح
خلافہ اور علامہ تفتازانی نے شرح عقاید نسفیہ مین تصریح

کی ہے۔ عبارتہ ہکذا زعم بعضھم ان الخلف فی الوعید کرم فیجوز من اللہ تعالی و
المحققون علی خلافہ وکیف وھو تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالی ما یبدل القول لدی
اور محقق دوانی نے اسی مطلب کو شرح عقاید جلالی میں یوں بیان فرمایا ہے وقیل
ان المحققین علی خلافہ کیف وھو تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالی ما یبدل القول
لدی۔ اور جو کہ واحدی نے دربارہ جواز خلف فی الوعید اپنی تفسیر بسیط میں یوں بیان
کیا ہے والثانی ان قولہ فجزآؤہ جھنم معناہ الاستقبال ای انہ سیجزی بجھنم
ھذا وعید قال وخلف الوعید کرم اوسکا رد امام المتکلمین فخر الدین رازی نے
تفسیر کبیر میں اسطرح کیا ہے واما الوجہ الثانی من الوجھین اللذین اختارھما فھو
فی غایۃ الفساد لان الوعید من اقسام الخبر فاذا جوز علی اللہ الخلف فیہ فقد
جوز الکذب علی اللہ وھذا خطاء عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء
اجمعوا علی انہ تعالی منزہ عن الکذب ولانہ اذا جوز الکذب علی اللہ فی الوعید۔
لاجل ما قال ان الخلف فی الوعید کرم فلم لا یجوز الخلف فی وعید الکفار ایضاً
فاذا جاز الخلف فی الوعید لغرض الکرم فلم لا یجوز فی القصص والاخبار لغرض المصلحۃ
ومعلوم ان فتح ھذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن وکل الشریعۃ ونیز اسی تفسیر میں ہے
ولما کان منزھا عن النقائص والآفات کان منزھا عن الخلف والکذب وکل ما
وعد بہ فلا بد وان یقع ھذا اذا قلنا انہ تعالی لا یراعی مصالح العباد واما
اذا قلنا انہ یراعیھا فنقول الکذب انما یصدر عن العاقل اما للعجز او الجھل او الحاجۃ

ولما كان الحق سبحانه منزها عن الكذب كان الكذب عليه محالا فاما الخبر عن
نزول العذاب بهؤلاء الكفار وبحصول الحشر والنشر وجب القطع بوقوعه الخ
وفي المسلم ولا يخرج العفو لان الخلف في الوعيد جائز دون الوعد ورُدَّ بان
الايعاد الله تعالى خبر فهو صادق قطعا وقال بحر العلوم في شرح قوله فهو صادق
آه لاستحالة الكذب هناك اور غير محققين گو جواز خلف في الوعيد كے قائل و معتقد
ہين مگر جواز كذب باريتعالى كے ہرگز ہرگز معتقد نہين ہين چنانچہ مناظرہ اونكا جو تفسير كبير مين
مذكور ہے شاہد عادل ہے وذكر الواحدي في البسيط طريقة اخرى فقال لم لا يجوز ان
يحمل هذا على ميعاد الاولياء دون وعيد الاعداء لان خلف الوعيد كرم عند
العرب قال والدليل عليه انهم يمدحون بذلك قال الشاعر ؎ اذا وعد السراء
انجز وعده * وان اوعد الضراء فالعفو مانعه وروى المناظرة التي دارت بين ابي
عمرو بن العلاء وبين عمرو بن عبيد قال ابو عمرو بن العلاء لعمرو بن عبيد ما تقول
في اصحاب الكبائر قال اقول ان الله وعد وعدا واوعد ايعادا فهو منجز ايعاده
كما هو منجز وعده فقال ابو عمرو بن العلاء انك رجل
اعجم لا اقول اعجم اللسان ولكن اعجم القلب ان العرب
تعد الرجوع عن الوعد لؤما وعن الايعاد كرما وانشد
؎ واني وان اوعدته او وعدته * لمكذب ايعادي
ومنجز موعدي * واعلم ان المعتزلة حكوا ان ابا عمرو بن العلاء

لما قال هذا الكلام قال له عمرو بن عبيد يا ابا عمرو فهل يسمي الله يكذب نفسه
فقال لا فقال عمرو بن عبيد فقد سقطت حجتك قالوا فانقطع ابو عمرو بن العلاء
وعندي انه كان لابي عمرو بن العلاء ان يجيب عن هذا السوال فيقول انك قست
الوعيد على الوعد وانا انما ذكرت هذا البيان للفرق بين البابين وذلك لان الوعد
حق عليه والوعيد حق له ومن اسقط حق نفسه فقد اتى بالجود والكرم ومن اسقط حق غيره
فذلك هو اللؤم فظهر الفرق بين الوعد والوعيد وبطل قياسك وانما ذكرت
هذا الشعر لايضاح هذا الفرق فاما قولك لو لم يفعل لصار كاذبا ومكذبا
نفسه فجوابه ان هذا انما يلزم لو كان الوعيد ثابتا جزما من غير شرط وعندي
جميع الوعيدات مشروطة بعدم العفو فلا يلزم من تركه دخول الكذب في
كلام الله تعالى فهذا ما يتعلق بهذه الحكاية والله اعلم انتهى اس مناظره سے
خوب واضح ہوگیا کہ مجوزین خلف فی الوعید مجوز امکان کذب باری عز اسمہ کے ہرگز نہیں
ہین ورنہ بند ہونے اور کلمۂ لا کے کیا معنے ہونگے ونیز تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ اثبات تنزیہات باریتعالی کا مدار نقص و قبح پر ہے اور صفات ثبوتیہ کا مناط
کمال وحسن پر ہے کما لا یخفی علی الفطن الذکی۔ لہذا جمیع علمائی کرام دلائل تنزیہات مین
اس مقدمہ کو اخذ کرتے ہین لانہ نقص والنقص علیہ تعالی محال اور اسکے ثبوت مین
اجماع اہل حق سے استشہاد کرتے ہین جیسا کہ حسن شہید خیالی و شرح مواقف و
جلالی و نسفی مین مذکور ہے اور براہین اثبات صفات ثبوتیہ مین جا بجا اس قضیہ کو

مد نظر رکھتے ہین لانہ کمال وہو جامع للکمالات فی لہذا قالوا الوجوب منبعہ کل نقص وھو جب کل کمال و نقلوا علیہ الاجماع جیساکہ حسن شہید مؤلف حاشیۂ شرح عقاید نسفی و جلالی نے مسطور کیا ہے اور اسیوجہ سے مجوزین نے خلف فی الوعید کے اثبات مین اس مقدمہ کو پیش نظر رکھا ہے لان الخلف فی الوعید لیس بنقص بل ہو کمال و کرم اور خلف فی الوعد کے امتناع مین یون کہا ہے لان الخلف فی الوعد نقص آہ بعد تمہید ہذا کے جاننا چاہیے کہ بالضرور کذب صفت نقصان ہو گی یا صفت کمال برتقدیر اول خلف فی الوعید کے مجوزین مجوز کذب نہونگے کیونکہ تجویز خلف فی الوعید کا مدار صرف کمال پر تھا اور وہ یہان مفقود ہے بلکہ کذب مثل باقی صفات نقص کے شان خدا تعالی مین محال ہوگا اور خلف فی الوعید دوسرے صفات کمالیہ کیطرح باعث کمال اور ضروری الثبوت ہوگا پس معلوم ہوا کہ تجویز خلف فی الوعید سے امکان کذب پر استشہاد لانا صحیح نہین اور تقدیر ثانی پر کذب بھی کمال ہونیکی جہت سے ضروری الثبوت ہوگا ولا یقول بہ عاقل فضلا عن فاضل و یابی عن التزامہ الفطرۃ الانسانیہ اور اگر کہا جاے کہ کذب بیشک نقصان اور محال ہے مگر امکان کذب ایسا نہین تو یہ بعینہ ایسی بات ہے کہ کوئی کہے کہ جہل و عجز وغیرہ صفات ردیہ تو محال ہین مگر انکا امکان محال نہین اور یہ بدیہی البطلان ہے علاوہ اسکے عقلاء کے نزدیک یہ مقدمہ مبرہن ہے کہ امکان المحال محال اور اگر یون وہم جاے کہ بیشک بنظر دلائل بالا و لزوم استحالات فاحشہ خلف فی الوعید سے امکان کذب کا اعتقاد

نکرنا چاہیے مگر جواز خلف فی الوعید سے لازم آتا ہے کہ کذب باری عز اسمہ ممکن ہو اسلئے
کہ جب وعیدات اخبار ہین پھر انکے معانی مقصودہ کے خلاف وقوع مین آنا یہی کذب
ہے لان الکذب عبارۃ عن عدم المطابقۃ لما یحکی عنہ جواب اسکا اولاً یہ ہے کہ (جواب اول)
یہ لزوم ممنوع ہے چنانچہ محقق دوانی نے شرح عقاید جلالی مین نص کیا ہے عبارتہ
ہکذا اما الکذب فقد قیل ان جوز الخلف فی الوعید بناءً علی انہ مکرمۃ من
اللہ تعالی یلزم تجویز الکذب علیہ تعالی وبعضہم منع ذلک زعماً منہ ان الکذب
لا یکون الا فی الماضی والخلف فی المستقبل الخ وفسادہ ظاہر لان الکذب ہو الخبر
الغیر المطابق للواقع سواءً اکان فی الماضی وفی المستقبل ومن ثم کذب اللہ تعالی
الخ والوجہ فی دفعہ ان آیات الوعید مشروطۃ بشروط معلومۃ من الآیات الاخر
والاحادیث منہا الاصرار وعدم التوبۃ ومنہا عدم عفوہ تعالی فیکون فی قوۃ الشرطیۃ
فلا یلزم الکذب اصلاً ویمکن ان یقال المراد ہہنا انشاء الوعید والتہدید لا حقیقۃ
الاخبار فلا یتصف بالکذب اور ثانیاً یہ کہ یہ امر زید کو مفید نہین اسلیے کہ انکی غرض (جواب دوم)
یہ تھی کہ امکان کذب جو اپنا معتقد ٹھہرائے اور تجویز خلف فی الوعید کو سند پکڑے اور
حاصل اعتراض یہ ہوا کہ مجوزین خلف فی الوعید کے گو معتقد امکان کذب باری تعالی
نہین ہین مگر لازم ہے التزام آتا ہے پس زید کو کیونکر مفید ہو سکتا ہے غایۃ ما فی الباب
یہ لازم آیا کہ خلف فی الوعید ایسے امر کو مستلزم ہے جسکا استحالہ ثابت ہو چکا ہے
یہی وجہ ہے کہ مجوزین خلف فی الوعید کے اقوال مین علما دو گروہ ہین ایک گروہ بسبب نزدم

کذب کے اس تجویز کو رد کرتے ہین اور دوسرا گروہ تاویل کرکے آیات وعید انشائیات ہین اور بر تقدیر اخبار مشروط بشرائط مسطورۃ الصدر بہر کیف امکان کذب لازم نہیں آیا کیونکہ یہ حقیقۃً خلف نہیں کما نص علیہ العلامۃ الدوانی قیل ان المحققین علی خلافہ کیف وھو تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالی ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید۔ قلت ان حمل آیات الوعید علی انشاء التھدید فلا خلف لانہ حینئذ لیس بخبر بحسب المعنی وان حمل علی الاخبار کما ھو الظاہر فیمکن ان یقال بتخصیص المذنب المغفور عن عمومات الوعید بالدلائل المنفصلۃ اولا فلا خلف علی ھذا التقدیر ایضاً فلا یلزم تبدیل القول واما اذا لم یقل باحد ھذین الوجہین فیشکل التفصی عن لزوم التبدیل والکذب اللھم الا ان یحمل آیات الوعید علی استحقاق ما اوعد بہ لا علی وقوعہ بالفعل علاوہ اسکے مجوزین خلف فی الوعید وقوع خلف کے بھی قائل ہین جیساکہ اونکے دلائل سے ظاہر ہے حیث قالوا لانہ لیس بنقص بل ھو کمال وانت تعلم ان الوجوب موجب لکل کمال والوعید حقہ علی العباد وقال لا تفعلوا کذا فاذا غفلوا ففعلوا فان شاء عفا وان شاء اخذ لانہ حقہ واولٰھما العفو والکرم انہ غفور حلیم جلالی اور محققین کا رد بھی دال ہے کہ وہ لوگ وقوع کے قائل ہین کیف وھو تبدیل للقول الخ تبدیل قول جب لازم آتی ہے کہ اوسکا وقوع ہوا اور جبکہ سند امکان کذب کی تجویز خلف فی الوعید ہے تو امکان کذب کیا اسکے وقوع کا قائل ہونا پڑیگا وھو باطل بالاجماع پس ضرور ہوا کہ اس لزوم کی وجہ سے اونکے قول کی تاویل کیجاوے

جیسا کہ ایسے لزومات باطلہ کے موقعو نپر کیجاتی ہے نہ یہ کہ ایسے لازم باطل کا التزام
کرلین مثلاً طائفہ متکلمین زیادتی علم اور وجود وغیرہ صفات کے قائل ہین حکما اسکے جواب
مین اونپر استحالات قایم کرتے ہین پھر کیا ہم ان امور الزامیہ کو اپنا معتقد
بنا دینگے ہرگز ہرگز نہین اور زید کے استدلال کا مخدوش ہونا دوسرے عنوان
سے بھی ہوسکتا ہی مگر بعد تمہید مقدمہ جلیہ کے اور وہ یہ ہے صدق الخبر مطابقتہ
لما قصد بہ لا الظاہرہ لولات الالفاظ کما فی المطول ظاہر ہے کہ اگر صدق خبر کا مدار
یہ ہوتا کہ ظاہر مدلولات الفاظ کے مطابق ہو تو تمام مجازات کاذب ہوتے کیونکہ
زیداً اسدٌ و انما الاعمال بالنیات وغیرہ اپنی مدلول ظاہری کے مطابق نہین والتالی
باطل فالمقدم مثلہ بعد اس تمہید کے معلوم کرنا چاہیے کہ جو لوگ خلف فی الوعید
کے جواز بلکہ وقوع کے قائل ہین چنانچہ اونکے اقوال وعبارات سے صاف ظاہر ہے
اگر انکی یہ غرض ہے کہ اُن وعیدات کے جو ظاہری معنی ہین وہی مقصود حاکی ہین اس
تقدیر پر صرف امکان پر کفایت نہین ہوگی بلکہ فعلیۃ کذب لازم آئیگی کیونکہ یہ قضایا
مطلقہ عامہ ہین اور صدق وکذب مطلقہ عامہ کا دائما ہوتا ہے نہ وقت مخصوص مین
چنانچہ شروح سلم مین مصرح ہے گو کذب کا بالفعل علم نہو ولا یخفی بطلانہ علی احد
کیونکہ اس صورت مین حضرات مجوزین خلف فی الوعید کذبنی ابن آدم ولا ینبغی لہ
اور فقد کذبوا بالحق لما جاءھم الآیہ ودیگر آیات تکذیب کے مورد و مصداق
بنتے ہین اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین اور اگر انکا یہ مطلب ہے کہ جو ظاہر معنی ان وعیدات

سے مفہوم ہوتے ہیں اوسکے خلاف ارادۂ ازلی سے سرزد ہوگا اور الفاظ وعیدیہ سے
مقصود یہ ہے کہ یہ عقوبات بشرط عدم توبہ اور معاف نکرنے وغیرہ قیودات کے ہیں اور
وہ لوگ اسکو خلاف فی الوعید کہتے ہیں تو اس صورت میں کذب کا وہم بھی نہیں جیسا کہ مقدمۂ
ممہدہ بالا سے بخوبی ظاہر ہے اور اگر کہا جاے کہ جب خلف فی الوعید باعث کذب نہیں تو
امر باطل کے باطل ہوا پس عبارات اشاعرہ کی جو دربارۂ خلف فی الوعید مواقف و
مقاصد میں مذکور ہیں کیا معنی ہونگے تو جواب اسکا اگرچہ ضمناً عبارات بالا سے مستفاد
ہوگیا ہے مگر واسطے تنبیہ اذہان قاصرہ کے تصریح کیجاتی ہے فمراد الاشاعرة بقولهم
ان الخلف فی الوعید کرم وجود ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانه ومقتضی
کرمه ان یبنی اخباره علی المشیة فجمیع العمومات الواردة فی الوعید متعلقة بالمشیة
وان لم یصرح بها زجراً للعاصین ومنعا لهم فلا یلزم الکذب والتبدیل کذا فی الخیالی
وحواشیه اور اگر یہ وہم ہو کہ یہ عدول حقیقت سے طرف مجاز کے ہے اور نیز یہ
تقیید آیات واحادیث وعد میں بھی جاری ہوگی پس جواز تعذیب موعود الجنة
بغیر حساب کا جواز وقوعی لازم آئیگا وهو باطل عند الکل تو جواب اسکا شرح سلم الثبوت
مولانا بحر العلوم میں مذکور ہے عبارته هکذا فلا بد ان یقال فی العذر ان الایعاد فی
کلامه تعالی مقید بعدم العفو فلا خلف ولا ایراد ولکن الشان تقلب علیه بان التقیید
عدول عن الحقیقة بلا موجب ومثله یجری فی الوعد ایضا فیلزم جواز تعذیب
الموعود بالجنة بغیر حساب جوازاً وقوعیا والحق ان الموجب للعدول متحقق وهو

ثبوت جواز العفو لاھل الکبائر الغیر المشرک ثبوتاً قطعیاً جلیاً مثل الشمس علی نصف النہار
فلا بد من العدول عن الظاھر فی الوعیدات التی لغیر الکفرۃ فاما بالتقیید او بجعلہ
لانشاء التخویف واما الوعد فلا موجب فیہ فیبقی علی الحقیقۃ انتہی اب وہ عبارات
وشبہات جو بظاہر زید کو مفید ہین مع جوابات پیش کرتا ہون تاکہ تحقیق حق کماینبغی ہوجائے
اور طالب حق کو کچھ تردد باقی نرہے اول یہ کہ اگر کوئی زید کی طرف سے رد المحتار کی
اس عبارت سے جو صفحہ ۳۵ مین ہے استدلال کرے عبارتہ ہکذا والاشبہ ترجیح
جواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین دون الکفار توفیقاً بین ادلۃ المانعین المقدمۃ
وادلۃ المثبتین الخ تو اسکا جواب خود شامی کے اُس قول سے جو محصل قول سابق ہے
معلوم ہوتا ہے وحاصل ھذا القول جواز التخصیص لما دل علیہ اللفظ بوضعہ اللغوی
من العموم فی نصوص الوعید ولا ینافی النصوص الصحیحۃ المصرحۃ بان من المؤمنین
من یدخل النار ویعاقب فیہا علی ذنوبہ الخ اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمین
کے حق مین خلف فی الوعید نہین بلکہ عمومات نصوص سے خارج اور مخصوص ہین جب
مسلمین خارج ہوے تو انکے حق مین خلف فی الوعید برای نام ہے دوم یہ کہ اگر
سید سند کے اُس سوال وجواب سے استدلال لایا جاے جو اونھون نے شرح مواقف
مین کیا ہے وہو ہذا لا یقال انہ یستلزم جوازہما وھو ایضاً محال لانا نقول لیسا
ممتنعۃ کیف وہو من الممکنات التی یشملہا قدرتہ انتہی تو اسکا جواب کئی طرح
پر ہوسکتا ہے اولاً سید صاحب نے اس قول کو کسیکی طرف منسوب نہین کیا نظراً

شبہ اول
جواب
دوسرا شبہ
جواب اول

یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب نے یہ الزامی جواب دیا ہے چونکہ بعض معتزلہ کذب باری
کو ممکن کہتے ہین اور قدرت کے تحت مین داخل کرتے ہین اسلیئے معتزلہ کے جواب مین
ایسا کہا گیا اور اسکی تائید سید صاحب کے اُس قول سے ہوتی ہے جو اونھون نے فرقہ
مزداریہ کے بیان مین لکھا ہے وھو ھذا المزداریۃ ھو ابو موسی عیسی بن صبیح المزدار
وھو تلمیذ بشر اخذ العلم عنه وتزھد حتی سمی راھب المعتزلۃ قال اللہ قادر علی ان یکذب
ویظلم ولو فعل لکان الٰھا کاذبا ظالما تعالی اللہ عما قاله علوا کبیرا انتھی بیان ابو موسی
معتزلی کا یہ قول بیان کیا گیا کہ اللہ قادر علی ان یکذب ویظلم اور اسی قول سے سید
صاحب خدا تعالےٰ کی کمال بری اور تنزیہ بیان کرتے ہین اور کہتے ہین تعالی اللہ عما
قال علوا کبیرا شرح مواقف کی اس عبارت سے دونون امر ظاہر ہوگئے یعنی یہ کہ
کذب باری تعالی کو ممکن کہنا بعض معتزلہ کا مذہب ہے اور سید صاحب کا یہ قول نہین اور
جب سید صاحب کا بنفسہ قول نہوا تو ثابت ہو گیا کہ جواب مذکور مین وہ قول الزاما کہا ہے اسیطرح
سید صاحب کے اوس قول سے بھی میرے مدعا کی تائید ہوتی ہے جو اونھون نے
کتب منطقیہ مین لکھا ہے وہ قول یہ ہے فلا یرد ان خبر اللہ تعالی والرسول لا یحتمل
الکذب انتھی یہان سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سید صاحب کے نزدیک باریتعالے
کے کلام مین کذب کا امکان نہین پس شرح مواقف کا جواب مذکور بالضرور الزام پر
حمل کیا جائیگا ورنہ دونون کلامون مین تعارض لازم آئیگا جسکی وجہ سے بلا ضرورت
دونون کو ساقط ماننا پڑیگا وہو کما تری سید صاحب کے اسے الزامی قول سے مدعیان

امکان کذب باریتعالی نے دھوکا کھایا ہے افسوس اگر ان صاحبون کی نظر دستی
ہوتی تو اس دہوکے مین نپڑتے ثانیاً بالفرض اگر سید صاحب ہی کا یہ قول ہو تو جمہور
اہل حق کے مقابلہ مین کب لائق قبول اور قابل تمسک ہو سکتا ہے ثالثاً جن محققین
نے سید صاحب کے قول مذکور کے الزامی ہونے کی طرف خیال نہین کیا اونھون
نے اوسے مردود ٹھرایا ہے چنانچہ محقق دوانی شرح عقائد جلالی مین کہتے ہین قلت
الکذب نقص و النقص علیہ تعالی محال فلا یکون من الممکنات ولا یشتمل القدرۃ کما
لا یشتمل القدرۃ سائر وجوہ النقص علیہ تعالی کالجہل والعجز ونفی صفات الکمال
اور بعض اخبار یہ کا یہ گمان کہ محقق دوانی کا رد سید سند پر وارد نہین ہوتا کیونکہ سید
شریف بحث کلام مین تصریح کر چکے ہین کہ قبح فی الفعل جس سے معتزلہ اسکے امتناع پر
استدلال کرتے ہین اور نقص فی الفعل مین کچھ فرق نہین تو نقص فی الفعل سے
اہل سنت کا اوسکو امتناع پر استدلال کرنا اصول اہل سنت کے خلاف ہی (ضمیمہ
اخبار نظام الملک مراد آباد مطبوعہ ۱۲۔ اگست ۹۸ء صفحہ ۳ ملاحظہ ہو) اسکا حاصل
یہ ہی کہ خداوند تعالی کو نقص سے منزہ بتانا اہل سنت کا مذہب نہین بلکہ معتزلہ کا مذہب
ہے اب اسکو اہل حق خود ہی ملاحظہ کرین کہ اہل سنت پر کیسا الزام لگایا جاتا ہے
جب نقص سے منزہ بتانا اہل سنت کا مذہب نہوا تو لا محالہ منزہ نہ ماننا اونکا مذہب
ٹھہر یگا افسوس ایسی فہم پر۔ آب مفصلاً بچند وجوہ اسکا جواب ملاحظہ کیجیے۔ اول
یہ کہ یہ قول سید شریف کا نہین ہے اور کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ سید صاحب حنفی

حنفی ہین اور مختار احناف حسن وقبح اشیار عقلی ہے چنانچہ مسلم الثبوت و توضیح
وتلویح مین مصرح ہے البتہ یہ قول عضد الملۃ والدین صاحب مواقف شافعی کاہے
اور وہ بھی بطور اذعان وجزم نہین فرماتے ہین بلکہ بطور لاعلمی واستفسار کہتے ہین چنانچہ
عبارت اونکی دال ہے ولم یظہر لی فرق بین النقص فی الفعل وبین القبح العقلی فیہ
فان النقص فی الافعال ہو القبح العقلی بعینہ فیہا وانما تختلف العبارۃ پھر مدعی کو
حنفی ہوکر شافعیہ کے قول سے متمسک کیونکر صحیح ہوسکتا ہے اور دوسرے یہ کہ مسلم الثبوت
وغیرہ مین قول صاحب مواقف کو رد کیا ہے والجواب انہ نقص وقد مر انہ لا نزاع
فیہ وما فی المواقف ان النقص فی الافعال یرجع الی القبح العقلی فممنوع لان ما ینافی
الوجوب الذاتی کیفما کان اوفعلا من الاستحالات العقلیۃ الخ (مسلم الثبوت)
اور تیسرے یہ کہ خود سید شریف نے محالیت نقص کو اجماعی قرار دیا ہے چنانچہ
لکھا ہے والنقص علیہ محال اجماعا (شرح مواقف صفحہ ۳۳۳) چوتھی یہ کہ خود صاحب مواقف
نے نص کیا ہے کہ حسن وقبح بمعنی صفت کمال ونقصان وبمعنی مصلحۃ ومفسدۃ اتفاقا
عقلی ہین عبارتہ ہذا ولا بد من تحریر محل النزاع فنقول الحسن والقبح یقال لمعان
ثلثۃ الاول صفۃ الکمال والنقص یقال العلم حسن والجہل قبیح ولا نزاع ان مدرکہ
العقل الثانی ملائمۃ الغرض ومنافرتہ وقد یعبر عنہما بالمصلحۃ والمفسدۃ
وہو ایضا عقلی اور امام المتکلمین فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر کی جلد اول

کے صفحہ ۵۸۲ مین اسطرح نص فرماتے ہین المسئلة الرابعة قوله تعالی فلن
یخلف الله عهده یدل علی انه سبحانه منزه عن الکذب فی وعده و وعیده قال اصحابنا
لان الکذب صفة نقص والنقص علی الله محال اور جلد چہارم صفحہ ۱۹۶ مین تحریر کرتے
ہین الصفة الثانیة من صفات کلمة الله کونها صدقا والدلیل علیه ان الکذب
نقص والنقص علی الله محال ولا یجوز اثبات ان الکذب علی الله محال بالدلائل السمعیة
لان صحة الدلائل السمعیة موقوفة علی ان الکذب علی الله محال فلو اثبتنا امتناع
الکذب علی الله بالدلائل السمعیة لزم الدور وهو باطل واعلم ان هذا الکلام کما
یدل علی ان الخلف فی وعد الله تع محال فهو ایضا یدل علی ان الخلف فی وعیده
محال آه جب یہ اکابر اسطرح تصریح کرتے ہین تو کذب اور خلف فی الوعید کو صفت
نقصان قرار دیکر محال کہنا کیونکر خلاف اہل سنت وجماعت ہوگا۔ اس تقریر سے
واضح ہوگیا کہ صاحب مواقف نے جو معتزلہ کی الزامی دلیل کا رد اسطرح کیا ہے
کہ امتناع کذب باریتعالی کی دلیل ہمارے نزدیک یہ نہین ہے کہ وہ قبیح ہے تاکہ
اُسکے شرعی ہونے کی وجہ سے اُسکا امتناع ثابت نہو بلکہ ممکن ہے کہ اسکے لیئے دوسری
دلیل ہو یہ رد تطویل لاطائل ہے بلکہ جواب عمدہ اوسکا وہ ہے جو مسلم الثبوت مین
مذکور ہے کہ باتفاق عقلا کذب صفت نقصان ہے اور باری عز اسمہ صفات نقص
سے مبرا ہے هذا ما وعدنا فیما قبل اور محقق دوانی اور سید سند کے کلام مین اسطرح
تطبیق دینا بھی خیال خام ہے کہ محقق دوانی کا قول کلام نفسی پر محمول ہو اور سید شریف

کا کلام نفظی پر جیسا کہ اخباری صاحب نے لکھا ہے (ضمیمہ اخبار مذکور صفحہ ۳) یہ کیسے ممکن
ہوگا کہ ایک شخص دوسرے کے کلام کو رد کرے اور اوس رد کرنے والے کی مراد ایسی بیان
کیجائے جو اس رد کو غلط ٹھہرائے توجیہ القول بما لا یرضی قائلہ اسیکو کہتے ہین جسکے
بطلان پر اہل عقل کا اتفاق ہے اخباری صاحب کو یہ خبر نہین کہ تطبیق کا یہ محل نہین
ہے بلکہ تطبیق وہان ہو سکتی ہے کہ ہر ایک کا قول علیحدہ طور سے اپنے اپنے محل پر ہو
اسکے علاوہ اس تطبیق کی بنا اسپر ہے کہ کلام نفظی اور کلام نفسی کے درمیان امتناع
کذب اور صدق مین اختلاف ہو وہو باطل کما سیاتی عنقریب بیان سے اخباریہ
صاحب کا وہ خیال بھی غلط ہو گیا جو اخبار مذکور کے صفحہ ۴ مین ہے کہ کذب کا محال
عقلی ہونا ممتنع ہے بلکہ وہ محال شرعی ہے اور محال شرعی کے امکان کو عقلی کہنا
عاقل کا کام نہین انتہی امام فخر الدین رازی صاحب نے تصریح کر دی کہ کذب کا محال
شرعی ہونا غلط ہے بلکہ وہ محال عقلی ہے مولانا اخباریہ یہ بھی خیال نہین کرتے کہ تمام
عقلا کے نزدیک باریتعالی کے لیے کذب ویسا ہی ممتنع الثبوت ہے جیسے اور صفات
ناقصہ مثل جہل و عجز وغیرہما کے اوس ذات پاک سے کذب کا ممتنع ہونا جسطرح
شریعت الٓہی کے ماننے والے تسلیم کرتے ہین اوسیطرح منکرین شریعت الٓہی یعنی حکما
وغیرہ بھی اوسے مانتے ہین اگر اسکا استحالہ موقوف علی الشرع ہوتا تو منکرین شریعت
اوسے کیون مانتے اور اگر شرعی کہنے سے مقصود ماورد بہ الشرع ہو تو یہ عقلی ہونیکے منافی
نہین ہے بہت سے امور عقلیہ شریعت مین بیان کیے گئے ہین مثلا علم باری توحید باری

وغیرہا بھر کیا یہ امور شریعت مین مذکور ہونیکی وجہ سے امور عقلیہ سے خارج ہوجاینگے

نمبر سوم

سوم یہ کہ اگر زید اپنے اثبات دعوی مین یہ سند پیش کرے کہ خدا کے افعال اختیاریہ ہین اور متکلمین کے نزدیک اختیاریۃ افعال کے یہ معنی ہین ان شاء فعل وان شاء لم یفعل وقیل ان لم یشاء لم یفعل جیسا کہ مسلم الثبوت وغیرہ مین مذکور ہے پس منکرین اور مطیعین کو دوزخ وجنت مین لیجانا بھی اختیاری ہوگا چاہے لیجاے یا نہ لیجاے اور ممکن ہوگا کہ مطیع کو دوزخ مین ڈالدے اور منکر کو جنت مین اور اسکا امکان کذب باری اور خلف فی الوعید کے امکان کو مستلزم ہے وہو المدعا اقول اسکا

جواب اول

جواب بچند وجوہ ہے اولا نقضا بجہل الباری تعالیٰ جسکی تقریر یہ ہے کہ بالاتفاق جہل باری تعالیٰ محال وغیر ممکن ہے چنانچہ محقق دوانی نے شرح قول عضد الدین ولا یصح الجہل ولا الکذب مین لکھا ہے اور جواز فعل مستلزم ہے جہل کو چنانچہ مسلم الثبوت مین مسئلہ امکان وامتناع تکلیف بالمحال مین اسکا تعرض ہے وقیل جواز الفعل یستلزم جواز الجہل فدفوع الخ

جواب دوم

اور ثانیاً نقضا بخلف الوعد اسلیے کہ امکان خلف وعد کا کوئی بھی قائل نہین لما انہم نصوا انہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال قطعاً اجماعاً

جواب سوم

اور ثالثاً حلا تقریر اوسکی یہ ہے کہ جب دلائل قطعیہ اور براہین یقینیہ سے امتناع امکان کذب باریتعالیٰ ثابت ہوچکا چنانکہ مفصلاً گذرا اور حجج قویہ اور بینات مستقیمہ سے امتناع امکان جہل باریتعالیٰ بھی مقرر ہوچکا۔ پس جواز فعل بلحاظ ذات مستلزم جواز وامکان کذب باریتعالیٰ وجہل خدا تعالیٰ کو نہوگا بلکہ ان دونون

کا ممتنع بالذات ہونا اس امر کو مستلزم ہوگا کہ انعام مطیع اور تعذیب منکر واجب بالغیر
اور اسکا خلاف ممتنع بالغیر ہو چنانچہ وجوب بالذات وجود باریتعالی مستلزم وجوب بالغیر
وجود معلول اول ہے۔ نہ امکان عدم بالذات معلول اول مستلزم امکان عدم
بالغیر باریتعالی ہے جیساکہ کتب معقول مین بدلائل عقلیہ ثابت ہے اور مسلم الثبوت
مین مصرح ہے لکن الاشاعرة یلزمهم امتناع تعذیب الطایع کما هو مذهبنا و
مذهب المعتزلة کما مر مفصلاً اور یہی جواب مانعین تکلیف ممتنع لذاتہ کا جو اشارہ
اقوال مفسرین مین گذر چکا یہان بھی جاری ہوگا فتذکر۔ اور تحقیق بالا سے اوس
دلیل کا جواب بھی بخوبی ظاہر ہو گیا جو اخبار مذکور کے صفحہ ۲ مین مندرج ہے اور وہ
یہ ہے دوسری دلیل یہ تھی کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ
بِهٖ اب ہم پوچھتے ہین کہ حق تعالی کو اسکے خلاف پر قدرت ہے کہ ہمین مشرک کو
بخش سکتا ہے جناب میان صاحب نے فرمایا ہان بخش سکتا ہے تو مولانا نے کہا یہی
امکان کذب ہے۔ اگرچہ بلحاظ تقریر گذشتہ اس دلیل کے دفع کی تشریح کی حاجت نہین ہے
مگر واسطے افادہ عوام کے مشرح کرتا ہون اول یہ کہ مستدل کے نزدیک کلام نفسی کا
متصف بکذب ہونا ممتنع بالذات ہے اور اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ ممکن ہو
کیونکہ یہ دلیل بعینہ اوسمین جاری ہے اسلیے کہ برتقدیر مغفرت کفار جیساکہ خلاف
کلام لفظی وقوع مین آیگا جسے کذب کہتے ہین ویسا ہی مخالف کلام نفسی کے ہوگا
اور یہی عدم مطابقت وتبدیل کلام الٰہی ہے ہذا خلف اور دوسرے یہ کہ منقوض ہے

ساتھہ علم باریتعالی کے اسلیئے کہ بر تقدیر وقوع مغفرت مشرکین تبدل علم بجہل لازم

جواب سوم

ائیگا چنانچہ تقریر اوسکی اثناء اقوال مفسرین مین گذر چکی اور تیسرے یہ کہ ممکن بالذات

محال یا بالغیر محال بالذات کو مستلزم ہوتا ہے مگر بلحاظ امتناع بالغیر کے نہ بلحاظ اپنے امکان

ذاتی کے چنانچہ تفصیلاً گذر چکا پس امکان مغفرت کفار دلیل امکان کذب باریتعالی

نہین ہو سکتی جیسا کہ امکان عدم معلول اول سند امکان عدم واجب بالذات نہین

جواب چہارم

ہو سکتی ہے اور چوتھے یہ کہ تقریب ناتمام ہے مدعا مین امتناع بالذات کذب کلام نفسی

جواب پنجم

بھی تھا اور دلیل مین اصلاً تعرض نہین ہے اور پانچوین یہ کہ بحث مذہب اہل سنت

و جماعت مین ہے نہ کہ نئے مجتہدون کے اجتہاد مین۔ پس مستدل کے ذمہ لازم و ضرور ہے

کہ اہل مذہب سے کلام نفسی و کلام لفظی کے درمیان تفرقہ نقل کرین و دونہ خرط القتاد

عجب ہے مجوزین امکان کذب باریتعالی سے کہ باوجود ادعاء مذہب اہل سنت و جماعت کے

جواب ششم

کوئی نص اہل مذہب سے پیش نہین کرتے ہین محض استنباطات پر اکتفا کرتے ہین چہارم

یہ کہ اگر زید کو دل مین یہ شبہ گذرے اور اسکو اپنے ثبوت عقیدے کی سند مقرر کرے کہ صفات

واجب تعالی متکلمین کے نزدیک سارے زائد ہین اور جب زائد ہوئین تو بیشک ممکن بالذات

ہونگی ورنہ تعدد وجبا لازم آتا ہے واستحالته ظاهرة وفی کتب الکلامیة مصرحة

اور صدق و کذب کلام کی صفت اولاً و بالذات ہے اور متکلم کی ثانیاً و بالعرض ظاہر ہے

کہ ممکن بالذات کی صفت بطریق اولی ممکن ہو گی پس کذب باری تعالی بھی ممکن ہو گا

جواب اول

جواب اسکا یہ ہے کہ اس باب کا کھولنا محالات غیر عدیدہ کی طرف منجر ہو گا اسلیئے کہ

جہل کی نقیض علم ہے اور عجز کی ضد قدرت اور ممات کے مقابل حیات ہے اور عدم
کی نقیض وجود وعلی ہذا القیاس فی البواقی یہ سب بھی ممکن بالذات ہونگی کیونکہ امکان
احد النقیضین امکان نقیض آخر کو مستلزم ہے ورنہ امکان اجتماع النقیضین بر تقدیر وجوب
نقیض آخر کی یا امکان ارتفاع النقیضین بصورت امتناع نقیض آخر لازم آئیگا و امکان
المحال محال کما لا یخفی علی الماہر اور مسلم الثبوت وغیرہ مین اسکی نص بھی ہے اور عدم
عدم واجب و عدم حیات وغیرہما کا استحالہ مسلم عند الکل ہے اور کیونکر نہو کہ جب واجب کا وجود
وحیات بھی ممکن ہون تو واجب بالذات کیا چیز ہوگی علاوہ اسکے اگر ان محالات
کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تاہم زید کا مدعا ثابت نہین ہوتا کیونکہ یہ ضرور نہین کہ ممکن بالذات
کی صفت بھی ممکن بالذات ہو مثلاً کل و جز ممکنات سے ہین حالانکہ جز کی اعظمیت اور
کل کی انقصیت محالات سے ہین علی ہذا القیاس کلام باری ممکن ہو مگر کذب اسکا
محال فکلامہ تعالی عند وجودہ یکون صادقا لا محالۃ وعند عدمہ لا یکون کاذبا ولا
صادقا کالانشاءات والالفاظ المفردۃ ولا یلزم ارتفاع النقیضین لان نقیض الصدق
عدمہ والکذب اخص منہ فافہم مین امید کرتا ہون کہ ناظرین با انصاف بعد اذعان
واستماع تقریر ہذا کے بخوبی جان سکتے ہین کہ بعض متوہمین کی وہ دلیل بھی ہباءً
منثوراً ہوگئی جیپر او نھین بڑا ناز اور فخر ہے اور بڑے دعوے سے کہا ہے کہ میری دلیل
کے کسی مقدمہ کو اگر کوئی باطل کرے تو مین اپنی دلیل سے دست بردار ہو جاؤنگا اور
وہ دلیل یہ ہے کہ ہم کہہ چکے ہین کہ کلام نفسی مین کذب ممتنع بالذات ہے لیکن کلام لفظی مین

ممکن بالذات ہے کیونکہ کلام لفظی وہ ہے جو مرکب الفاظ سے ہو اور جو مرکب الفاظ سے ہو وہ حادث ہے اور جو حادث ہے وہ ممکن اور جو ممکن وہ بحکم آیت اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ داخل تحت قدرت تو کلام لفظی باقسامہ داخل تحت قدرت انتہی۔

اگرچہ جواب اس دلیل کا تقریر سابق سے واضح ہو گیا ہے مگر واسطے تنبیہ اذہان قاصرہ کے کچھ تفصیل کیا چاہتا ہون اور دیکھتا ہون کہ مدعی کہانتک اپنے قول مین صادق اور اپنے وعدے کے وفا کرنے والے ہین یا صرف امکان کذب ہی پر قناعت کرنیوالے ہین۔ واضح ہو کہ یہ دلیل تین طور سے مجروح و مردود ہے اول تو اسکے کل مقدمات مخدوش ہین بجز ایک مقدمہ مشہورہ کے جسکا ثبوت مدعی کے کسیطرح مفید مدعا نہین ہے دوم یہ کہ مستلزم مدعا نہین یعنی امکان کذب باری ثابت نہین ہوتا تیسرے یہ کہ بر تقدیر ثبوت اُس مدعا کے مستدل کا دوسرا ادعا یا یون کہیے کہ مدعا کا دوسرا جز غلط ٹھہرتا ہے **امر اول کا ثبوت** یعنی ہر ایک مقدمہ کا مخدوش ہونا۔

پہلا مقدمہ کلام لفظی وہ ہے جو مرکب ہو الفاظ سے **اقول** بعض کلام ایسے بھی ہین جنمین ایک ہی لفظ ہے مثلاً قِ و طِ و لِ پس جب بعض کلام الفاظ سے مرکب نہین ہے تو تعریف جامع نہوئی اور اگر الفاظ حکمیہ یعنی ضمائر مستترہ کا اعتبار کرکے کہا ہے تو مقدمہ ثانی اعنی جو مرکب الفاظ سے ہو وہ حادث ہے ممنوع ہے اسلیے کہ دلیل حدوث ترتب الفاظ ہے کیونکہ اسی ترتب سے تقدم و تاخر زمانی ہوتا ہے جسکی وجہ سے اوسے حادث کہہ سکتے ہین اور یہ تقدم و تاخر الفاظ حقیقیہ و حکمیہ کی ترکیب مین مفقود ہے پس جب تقدم و تاخر ثابت نہوا تو حدوث کا ثبوت نہوگا دوسرا مقدمہ یعنی جو

مرکب الفاظ سے ہو وہ حادث ہے **اقول** صاحب موقف نے ایک مستقل رسالہ تحقیق
کلام الٰہی مین تصنیف کیا ہے اوسمین لکھا ہے کہ رئیس الاشاعرہ شیخ ابو الحسن اشعری
کلام نفسی اور کلام لفظی دونون کے قدم کے قائل ہین اور سید سند نے اوس رسالہ
کو پسند کیا ہے اس تحقیق کے بموجب ہر کلام لفظی حادث نہو گا بلکہ صرف مخلوقات کا
کلام لفظی حادث ہوگا اور وہ بحث سے خارج ہے لہذا یہ مقدمہ بھی صحیح نہین ہے اور
جس دلیل سے حدوث ثابت کیا جاتا ہے اُسکا شافی جواب اوس رسالہ مین مذکور ہے
جسکا خلاصہ سید سند شرح مواقف مین اسطرح لکھتے ہین واعلم ان للمصنف مقالة
مفردة فی تحقیق کلام اللہ تعالی علی وفق ما اشار الیه فی خطبة الکتاب ومحصولها
ان لفظ المعنی یطلق تارة علی مدلول اللفظ واخری علی الامر القائم بالغیر فالشیخ الاشعری
لما قال الکلام هو المعنی النفسی فهم الاصحاب منه ان مراده مدلول اللفظ وحده وهو
القدیم عنده واما العبارات فانما تسمی کلاما مجازا لدلالتها علی ما هو کلام حقیقی حتی
صرحوا بان الالفاظ حادثة علی مذهبه ایضا لکنها لیست کلامه حقیقة وهذا الذی
فهموه من کلام الشیخ له لوازم کثیرة فاسدة کعدم اکفار من انکر کلامیة ما بین دفتی
المصحف مع انه علم من الدین ضرورة کونه کلام اللہ تعالی حقیقة وکعدم المعارضة
والتحدی بکلام اللہ الحقیقی وکعدم کون المقرؤ والمحفوظ کلامه حقیقة الی غیر
ذلك مما لا یخفی علی المتفطن فی الاحکام الدینیة فوجب حمل کلام الشیخ علی
انه اراد به المعنی الثانی فیکون الکلام النفسی عنده امرا شاملا للفظ والمعنی جمیعا

قائماً بذات الله تعالى وهو مكتوب فی المصاحف مقرو بالالسن محفوظ فی الصدور
وهو غیر الکتابة والقراءة والحفظ الحادثة وما یقال من ان الحروف والالفاظ مترتبة
متعاقبة فجوابه ان ذلک الترتب انما هو فی التلفظ بسبب عدم مساعدة الآلة
فالتلفظ حادث والادلة الدالة علی الحدوث یجب حملها علی حدوثه دون حدوث
الملفوظ جمعاً بین الادلة وهذا الذی ذکرناه وان کان مخالفا لما علیه متاخروا صحابنا
الا انه بعد التامل تعرف حقیته تم کلامه وهذا المحمل لکلام الشیخ مما اختاره الشیخ
محمد الشهرستانی فی کتابه المسمی بنهایة الاقدام ولا شبهة فی انه اقرب الی الاحکام الظاهرة
المنسوبة الی قواعد الملة انتهی اور اسیکا ملخص علامہ تفتازانی نے شرح عقاید نسفی میں اصطلاح
کیاہے وذهب بعض المحققین الی ان المعنی فی قول مشائخنا کلام الله تعالی معنی
قدیم لیس فی مقابلة اللفظ حتی یراد به مدلول اللفظ ومفهومه بل فی مقابلة العین
والمراد به ما لا یقوم بذاته کسائر الصفات ومرادهم ان القران اسم للفظ والمعنی شامل
لهما وهو قدیم لا کما زعمته الحنابلة من قدم نظم المؤلف المرتب الاجزاء فانه
بدیهی الاستحالة للقطع بانه لا یمکن التلفظ بالسین من بسم الله الا بعد التلفظ
بالباء بل المعنی ان اللفظ القائم بالنفس لیس مرتب الاجزاء فی نفسه کالقائم بنفس الحافظ
من غیر ترتب الاجزاء وتقدم البعض علی البعض والترتب انما یحصل فی التلفظ والقراءة
لعدم مساعدة الآلة وهذا معنی قولهم المقرو قدیم والقراءة حادثة اما القائم بذات
الله تعالی فلا ترتب فیه حتی ان من سمع کلام الله سمعه غیر مرتب الاجزاء لعدم

احتیاجہ الی الآلۃ وھذا حاصل کلامہ چوتھا مقدمہ یعنی جو ممکن وہ داخل
تحت قدرت ہے، اقول متکلمین کے مذہب کی رو سے یہ مقدمہ صحیح نہین ہے اسلیئے کہ منجملہ
ممکنات کے صفات باری تعالی بھی ہین چنانچہ شرح عقاید مین منصوص ہے دیکھو ھذا
مراد من قال الواجب الوجود لذاتہ ھو اللہ تعالی وصفاتہ بمعنی انہا واجبۃ لذات
الواجب تعالی وتقدس واما فی نفسہا فھی ممکنۃ ولا استحالۃ فی قدم الممکن اذا کان
قائما بذات القدیم واجبا لہ غیر منفصل عنہ الخ اور صفات باریتعالی مقدور باریتعالے
نہین ہین ورنہ حدوث اونکا لازم آئیگا اور یہ امر باوجود بداہۃ باطل ہونیکے منصوص بھی
ہے چنانچہ ماہر پر مخفی نہین ہے جب مقدمات دلیل کا حال معلوم ہوا تو نتیجہ کا حال بھی
ظاہر ہو گیا النتیجۃ تنبئی عن الثمرۃ مثل مشہور ہے۔ امر دوم کا اثبات یعنی اگر جمیع مقدمات
تسلیم بھی کر لئے جائین تو بھی مستدل کی غرض حاصل نہین ہوتی اسلیئے کہ مقصود اونکا
یہ تھا کہ کذب باریتعالی ممکن ہے اور نتیجہ یہ نکلا کہ کلام لفظی مقدور و مخلوق ہے اس سے یہ ثابت
ہوگا کہ خود کلام لفظی ممکن ہے اور اوپر مبرہن ہو چکا ہے کہ امکان شئی کو امکان صفت
شے لازم نہین ہے بلکہ ممکن ہے کہ شئے بنفسہ ممکن ہو اور اوسکی صفت ممتنع ہو جیسا کہ
انقصیت کل کی اور اعظمیت جز کی ممتنع ہے اور خود کل وجز ممکن ہے امر سوم کا ثبوت
یعنی اگر کلام لفظی مین کذب کا امکان تسلیم کیا جائے تو کلام نفسی مین بھی کذب کا ماننا
پڑیگا اسواسطے کہ امکان کذب کلام لفظی مستلزم ہے امکان کذب کلام نفسی کو اسلیئے
کہ الفاظ بالذات صادق و کاذب نہین ہوتے بلکہ بدولت اپنے مدلولات کے ہوتے

ہین چنانکہ معانی صدق و کذب کے اسپر شاہد صادق ہین پس اگر کذب کلام لفظی بدون
کذب کلام نفسی پایا جاے تو تحقق مابالعرض کا بدون مابالذات کے لازم آئیگا وہو
باطل وہذا خلف وہی تفسیر ہے اگر یہ خلجان قلب مین خطور کرے کہ ہم تسلیم کرتے
ہین کہ کلام نفسی کہ صفت باریتعالی ہے بلاریب وشک شائبہ کذب وامکان عدم مطابقت
سے مبرا و منزہ ہے اور براہین مذکورہ بالا بیشک اوسمین جاری ہین مگر کلام لفظی کہ حادث
ومخلوق ہے اور قایم بذات باریتعالی نہین ہے وہ امکان کذب سے معری نہین ہے
چنانچہ صاحب مواقف وسید سند بعد ہر دو دلیل امتناع کذب باریتعالی کے نقض کرتے
ہین کہ اسسے امتناع کذب باریتعالی کلام نفسی مین ثابت ہوتا ہے نہ کلام لفظی مین و
عبارتہ ہکذا واما امتناع الكذب عليه عندنا فلثلثة اوجه الاول انه نقص والنقص
على الله تعالى محال اجماعا وايضا فيلزم على تقدير ان يقع الكذب في كلامه ان
نكون نحن اكمل منه في بعض الاوقات اعني وقت صدقنا في كلامنا وهذا الوجه انما
يدل على ان الكلام النفسي الذي هو صفة قائمة بذاته تعالى يكون صادقا و
الا لزم النقصان في صفته تعالى مع كمال صفتنا ولا يدل على صدقه في الحروف
والكلمات التي يخلقها في جسم دالة على معان مقصودة ولما كان لقائل ان يقول
خلق الكاذب ايضا نقص في فعله فيعود المحذور بعينه اشار الى دفعه بقوله

واعلم انه لم يظهر لي فرق بين النقص في الفعل وبين القبح العقلي فيه فان النقص
في الافعال هو القبح العقلي بعينه فيها وانما تختلف العبارة دون المعنى فاصحابنا المنكرون

النقص العقلی کیف یتمسکون فی دفع الکذب عن الکلام اللفظی بلزوم النقص فی افعالہ
تعالی الثانی انہ لو اتصف بالکذب لکان کذبہ قدیما اذ لا یقوم الحادث بذاتہ تعالی
فیلزم ان یمتنع علیہ الصدق المقابل لذالک الکذب و الا جاز زوال ذلک الکذب و
ہو باطل فان ما ثبت قدمہ امتنع عدمہ واللازم وہو امتناع الصدق علیہ باطل
فانا نعلم بالضرورۃ ان من علم شیئا امکن لہ ان یخبر عنہ علی ما ہو علیہ وہذا الوجہ
الثانی ایضا انما یدل علی کون الکلام النفسی صدقا لانہ القدیم واما ہذہ العبارات
الدالۃ علی الکلام النفسی فلا دلالۃ علی صدقہا لانہا حادثۃ فیجوز زوالہا بحدوث
الصدق الذی یقابلہا مع ان الاہم عندنا ہو بیان صدقہا جواب اسکا بچند وجوہ
دیا جاتا ہے اول یہ کہ مناط اس تفرقہ کا یہ ہے کہ کلام لفظی باری تعالی سے قایم نہو اور
بموجب تحقیق عضد الملۃ والدین واختیار سید سند یہ امر صحیح نہین بلکہ کلام لفظی بھی
اوسکی ذات پاک سے قایم ہے چنانچہ اوپر گذرا پس مناط جریان براہین ہر دو کلام نفسی
و لفظی مین موجود ہے لہذا منوط اعنی امتناع کذب باریتعالی بھی موجود ہوگا اور سید سند
کا صاحب مواقف کے رسالہ مستقلہ کو اسکے بعد نقل کرنا شیر اسی اعتراض کے دفع
کی طرف معلوم ہوتا ہے چنانچہ عادت مولفین ہے کہ امر محقق کو بعد بیان کرتے ہین
ورنہ یہان کیا موقع بیان کا تھا یہان تو تحقیق امتناع کذب باریتعالی ہے نہ تحقیق کلام
نفسی و لفظی بلکہ تحقیق کلام نفسی و لفظی اول گذر چکی اگر محض تحقیق کلام نفسی و لفظی منظور
و مد نظر ہوتی تو اسکو اول تفریع امتناع کذب باریتعالی کے بعد فراغ کلام نفسی و لفظی کے

جواب اول

بیان کرتا پس اثنا، ادلہ امتناع کذب باریتعالی مین جو اعتراض کیا گیا وہ جمہور متاخرین
پر ہے اور اپنی تحقیق سے مشائخ ماسلف سے اعتراض دفع کردیا اور دوسرے یہ کہ مذہب (جواب دوم)
شئی دیگر ہے اور دلیل سے اوسکا ثابت ہونا امر دیگر۔ اگر ایک مدعا کسی خاص دلیل سے
ثابت نہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ واقع مین وہ ثابت نہین یا مستدل کا وہ مذہب
نہین البتہ ورود اعتراض کیوجہ سے دلیل قاصر سمجھی جائیگی اس مقام پر سید صاحب کی غرض
یہی ہے کہ دو دلیلین امتناع کذب کی جو یہان بیان کیگئی ہین وہ ثبوت مدعا سے
قاصر ہین یعنی مدعا تو یہ تھا کہ کلام نفسی اور کلام لفظی دونون مین کذب ممتنع ہے اور ان
دونون دلیلون سے صرف کلام نفسی مین امتناع کذب ثابت ہوا اسیواسطے سید سند نے
بعد اعتراض مصرح کردیا ہے کہ مقصود اہم بیان صدق کلام لفظی ہے پس معلوم ہوا
کہ دعوی امتناع کذب کلام باریتعالی مین امر مہم امتناع کذب کلام لفظی ہے اور کیونکر نہ ہو
امتناع کذب باریتعالی کو اتفاقی قرار دیا ہے باوجودیکہ معتزلہ منکر کلام نفسی کے ہین پس
اگر کلام لفظی مد نظر نہ رکھا جاوے تو اتفاق کیونکر متصور ہوگا۔ تیسرے یہ کہ منجملہ دلائل
شتی کے اگر صاحب مواقف کی دو دلیلین قاصر ہوئین تو مدعا مین خلل نہین آسکتا تیسری (جواب سوم)
دلیل سے اونکا مدعا کامل طور سے ثابت ہے اسیواسطے خود صاحب مواقف دلیل ثالث
کے حقمین فرماتے ہین وعلیہ الاعتماد اور سید سند اسکی وجہ تحریر کرتے ہین لصحتہ ودلالتہ
علی الصدق فی الکلام النفسی واللفظی معًا اس سے معلوم ہوا کہ سنت والجماعت کا
مذہب تو یہی ہے کہ باریتعالی کے کلام نفسی ولفظی دونون مین کذب ممتنع ہے اور صدق

ضروری ہے مگر دلیلین ایسی بیان کی ہین کہ بعض مثبت کل مدعا ہین اور بعض جز
مدعا ولا حرج فیہ بعد وضوح المقصود اور چوتھے یہ کہ میرا استناد محض ادلہ اصحاب موقف
نہین ہے تاکہ قصور اونکا میرے دعوی مین فتور لاوے بلکہ مستشہدات میرے اقوال
مفسرین بھی تھے جنکا موضوع ومبحوث عنہ بجز کلام لفظی کے دوسرا امر نہین ہے کما لا یخفی
علی الماہرین وعلی ہذا القیاس اقوال علمای اصول کہ اونکو بھی بجز کلام لفظی کے
کلام نفسی سے سروکار نہین ہے، اور پانچوین یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ کلام لفظی وکلام نفسی مین نسبت
دال ومدلول کی ہے لہذا یہ نہین ہوسکتا کہ ایک صادق ہو اور دوسرا کاذب کلام لفظی
یعنی دال کو صادق یا کاذب کہنے کے یہی معنی ہین کہ اوسکا مدلول یعنی کلام نفسی مطابق
واقع کے ہے یا نہین ہے اگر مطابق واقع کے ہے تو صادق ہے ورنہ کاذب کیا فقط
الفاظ کو جو صوت محض ہین مطابق اعیان خارجیہ کے کہہ سکتے ہین ہرگز نہین بلکہ
مطابق اور غیر مطابق حقیقۃً وبالذات مدلولات ہونگی اور بالعرض اونکے الفاظ جب
یہ امر ثابت ہوگیا تو ظاہر ہوگیا کہ جن دلیلون سے کلام نفسی مین کذب کا ممتنع ہونا
ثابت ہوگا اونسے کلام لفظی مین بھی ہوگا بھلا کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ لفظ اللہ موجود
تو کاذب ہے اور مدلول اسکا صادق اب مین وہ عبارات نقل کرتا ہون جس سے واضح
ہو کہ یہ کلمات الہی تعبیر اُن کلمات ازلیہ سے ہین یعنی کلمات دال ہین اور معنی قایم
بذاتہ تعالی مدلول والکلام ہو صفۃ ازلیۃ عبر عنہا بالنظم المسمی بالقرآن المرکب
من الحروف (شرح عقاید نسفی) وتحقیقہ ان للشئ وجودًا فی الاعیان ووجودًا فی

الاذهان ووجودًا فی العبارة ووجودًا فی الکتابة فالکتابة تدل علی العبارة والعبارة تدل علی ما فی الاذهان وهو ما فی الاعیان آه (شرح عقاید نسفی) وہمچنین یک کلام بسیط ست کہ از ازل تا ابد بہمان کلام گویا است اگر امر است از ہمان جا ناشی ست و اگر نہی ست ہم از انجا اگر اعلام ست ہم از انجا ماخوذ و اگر استعلام ست ہم از انجا اگر تمنی ست ہم از انجا استفادست اگر ترجی ست ہم از انجا جمیع کتب منزلہ و صحف مرسلہ ورقیست از ان کلام بسیط اگر توریت ست از انجا انتساخ یافتہ ست اگر انجیل ست ہم از انجا صورت لفظی گرفتہ ست اگر زبور ست ہم از انجا مسطور گشتہ اگر قران ست ہم از انجا منزل فرمودہ ؏ واللہ کلام حق کہ علی الحق یکیست ؛ پس و پیش در نزول مختلف آمدہ آمدہ ۔ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی) اب نظار با انصاف اُس عقیدہ کو ملاحظہ کریں جو اخبار مذکور میں مطبوع ہے وہو ہذا باری عز اسمہ کا متصف بکذب ہونا ممتنع بالذات ہے اور کلام لفظی کا متصف بکذب ہونا ممکن بالذات ممتنع بالغیر اور کلام نفسی کا اتصاف بکذب ممتنع بالذات ہے انتہیٰ اس عقیدے کا لچر اور غلط ہونا میری تقریر سابق سے اظہر من الشمس ہے کیونکہ اول تو مناط اس عقیدے کا تفرقہ ہے درمیان کلام نفسی و کلام لفظی کے وقد علمت بطلانہ دوسرے یہ کہ ممکن بالذات اگرچہ ممتنع بالغیر و واجب بالغیر ہو سکتا ہے مگر ممتنع بالذات اور واجب بالذات ہرگز ہرگز ممکن بالغیر نہیں ہو سکتا ہے اسلیے کہ ممکن بالغیر کوئی چیز ہی نہیں ہے اسیواسطے قید بالذات کو ممکن کے ساتھ محض واسطے تقابل وغیرہ کے بیان کرتے ہیں یا وقید

[illegible]

احترازی سے احتراز بخلاف واجب بالذات و ممتنع بالذات کے کہ اسمین قید احترازی
ہے چنانکہ واقف پر مخفی نہین ہے اور شرح مواقف وغیرہ مین منصوص بھی ہے پس جب
کلام لفظی اور نفسی مین ایسا علاقہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایک کا صدق اور کذب دوسرے
کے صدق اور کذب کو مستلزم ہے اور کلام کا صدق و کذب متکلم کے صدق و کذب
کو تو ثابت ہوا کہ بر تقدیر امکان کذب کلام لفظی کے یہ نہین ہو سکتا ہے کہ کلام
نفسی یا ذات واجب تعالی مین کذب ممتنع بالذات ہو ورنہ اجتماع ممتنع بالذات اور
ممکن بالذات کا لازم آئیگا ہذا خلف **تنبیہ** جو صاحب باریتعالی کے کلام لفظی
مین امکان کذب کے قائل ہوتے ہین غالبًا اونھین اس خیال نے یہ جرأت دلائی ہے
کہ کلام لفظی اُس ذات مقدس سے قایم نہین ہے اسوجہ سے اوسکا کذب واجب
تعالی کی ذات کیطرف رجوع نہین کرسکتا مگر یہ خیال محض خام ہے کیونکہ اوّلا تو اسکی بنا
خلاف تحقیق پر ہے صاحب مواقف نے یہ امر محقق کر دیا ہے کہ کلام لفظی اور کلام نفسی
دونون واجب تعالی کی ذات سے قایم ہین کما مر ثانیًا یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ اتصاف
صدق و کذب کا مدار معانی اور مدلولات الفاظ ہین اور الفاظ کا اس وصف سے متصف
ہونا معانی کی بدولت ہے لہذا الفاظ کا اوسکی ذات سے قایم ہونا اور نہ قایم ہونا
ایکسان ہے جب الفاظ کو متصف بکذب مانا جائیگا تو بالضرور اُنکے معانی یعنی کلام
نفسی کو اور اس ذات پاک کو جس سے وہ کلام نفسی قایم ہے متصف ماننا پڑیگا وہذا خلف
خیال کرنا چاہیے کہ نقوش الفاظ بالاتفاق کاتب اور متکلم سے قایم نہین ہین مگر جو

شخص جھوٹی دستاویز بناوے وہ بلاشبہ جھوٹا اور جعلساز ٹھہریگا اگرچہ اس مضمون کا
اُسنے تکلم بھی نکیا ہو اور اُس دستاویز کو جعلی کہینگے پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ اس جھوٹی
دستاویز کی وجہ سے اوسکا بنانے والا جھوٹا اور جعلساز ٹھہرا حالانکہ اُسنے صرف نقوش
ہی بنائے ہین جو کسیطرح اوسکی ذات سے قایم نہین ہین اسکی وجہ یہی ہے کہ ان نقوش
وغیرہا کو جو متصف بکذب کیا ہے تو اس مضمون کی وجہ سے کیا ہے جو اُس بنانے والیکی ذات
سے قایم ہے یہی حال الفاظ کا سمجھنا چاہیئے تا انشایہ کہ جب کلام لفظی کا کذب اس ذات
مقدس کیطرف متوجہ ہنوا تو صدق بھی ہنوگا کیونکہ علت مشترک ہے اور جب صدق بھی
اوسطرف رجوع ہنوا تو آیات مسطور الذیل کے کیا معنے ہونگے (۱) وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ
قِیْلًا (۲) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا (۳) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا (۴) وَتَمَّتْ
کَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ان آیتون مین قول وحدیث سے کلام لفظی مقصود ہے
چنانچہ مفسرین نے اسکی تصریح کی ہے تفسیر کبیر وغیرہ ملاحظہ ہو۔ اور اس تقدیر پر یہ بھی
لازم آئیگا کہ کلام لفظی حقیقۃً کلام الٰہی ہنو اور اسکا منکر کلام الٰہی کا منکر نہ قرار دیا جاے
غرض کہ اسکے سبب سے مفاسد عدیدہ لازم آتے ہین کما لا یخفی علی الفطن اللبیب اسقدر
بیان کے بعد چند شبہات اور بھی محظور و مسموع ہوے اونکا دفع کرنا بھی مناسب معلوم
ہوتا ہے تاکہ مدعیان کذب کو حوصلہ باقی نرہے (شبہہ ۱) مخبر صادق نے خبر دی ہے حتیٰ اذا
استیاس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا جاءھم نصرنا الآیۃ اس آیت سے معلوم ہوا کہ
انبیا علیہم السلام کو باریتعالیٰ کیطرف کذب کا ظن ہوا اگر کذب باری ممکن ہنوتا تو انبیا

کرام جو علم الٰہی مین اعلم الناس ہین کیون ایسا ظن کرتے جواب اول تو اس آیت
مین اسکی تصریح نہین کہ ظن کرنے والے انبیا تھے بلکہ ہم کہتے ہین کہ ظن کرنے والے
وہ لوگ تھے جنکی طرف وہ انبیا بھیجے گئے تھے اور اونھون نے بھی خدا کی طرف
کذب کا گمان نہین کیا بلکہ رسولون کی طرف کیا معالم التنزیل مین ہے معناہ
حتی اذا استیأس الرسل من ایمان قومھم وظنوا ای ظن قومھم ان الرسل قد کذبھم
فی وعید العقاب انتہی اور اگر انبیا علیہم السلام ہی کو ظان قرار دین تو آیت کے یہ معنی ہین
کہ اونہین اپنی امید و رجا وغیرہ کیطرف کذب کا گمان ہوا نہ خدا کی طرف جیسا کہ تفسیر
ابو سعود مین ہے کذبتھم انفسھم حین حدثتھم بانھم ینصرون علیھم او کذبھم رجاءھم فانہ
یوصف بالصدق والکذب انتہی جو معنی یہان بیان کیے گئے اون سے ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ
سے اسبات کا وہم بھی نہین پیدا ہوتا کہ انبیا نے کذب باری کا گمان کیا اور بھلا انبیا
سے ایسا گمان کیونکر ہو سکتا ہے اونسے تو یہ خیال محال ہے ایسا گمان تو کسی ایماندار
سے بھی نہین ہو سکتا اور اگر کرے تو ایماندار نہین رہ سکتا چنانچہ امام فخر الدین رازی
حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہین الا انہ بعید لان المؤمن
لا یجوز ان یظن باللہ الکذب بل یخرج بذلک عن الایمان فکیف یجوز مثلہ علی الرسل
علیھم الصلوٰۃ انتہی اور ایسا ہی تفسیر ابو سعود مین ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت
صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے روبرو جب قصہ ظن مرسلین پیش کیا گیا تو فرمایا
کہ معاذ اللہ واللہ ما وعد اللہ رسولہ من شئ الا علم انہ کائن قبل ان یموت انتہی اس روایت

سے اکثر استدلالات امکان کذب کا رد نکل سکتا ہے کما لا یخفی علی الفطین **تبصرة**

ولیعلم انہ قد القی الی الکتاب لاستفسار امکان کذب رب الارباب وکان فیہ باللسان الهندی الخطاب فحررت علی لمیقة الجواب وبعد ختمه بالصواب قد ارسل الی بعض الاحباب برسالة مرقومة فیها بعض الشکوک والاضطراب فقصدت تتمیم الکلام وتوضیح المرام بحیث ینقطع عروق الشبهات والاوهام وتتبدی وجوه خرائد مقصورات الخیام لکن لا بحیث یکون فتنة للعوام وبلیة لجمهور الانام ومضحکة لاعداء الاسلام ومطعنا للذوابل ملام اللئام فاوردت الحجج المستخرجة من فحواء احسن الکلام وابلغ النظام والدلائل المستنبطة من احادیث خیر الانام وسید الکرام علیه الصلوة والسلام ما تعاقب اللیالی والایام بلسان سکان دار السلام وبالمحاورة المرضیة لافضل العظام علیه الصلوة والسلام علی التوالی والدوام فاحسنوا التجموا بها الاخوان الکرام لکیلا تستغنوا اسنن الد الخصام فی طعان سنان اللسان علی تغییر العنوان وضراب سیوف الشتام علی تبدیل سیاق الکلام وما فعلت هذا الا لوقایة کلام الرب عن الشتم والسب ولصیانة احادیث خیر الاخیار عن نظر الاغیار الکفار

الشبهة الثانیة

فان قلت لو لم یمکن الکذب فی اخبار الله تعالی وقد اخبر الله الکریم تشریف نبیه الکریم صلی الله علیه وسلم فی کتابه الکریم (لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر) لما امر نبیه صلی الله علیه وسلم بهذا القول (قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم) الا انه صلی الله علیه وسلم لما کان مغفورا لله جمیع

ذنوبه لو كان بحسب الاخبار والكذب فى اخباره تعالى محال بزعمكم فما معنى عدم
درايته صلى الله عليه وسلم ما يفعل به صلى الله عليه وسلم قلت جوابه بوجوه
اما اولا فهذا لا يفيد الخصم فانه قائل بالامتناع بالغير والممتنع بالذات والممتنع
بالغير سواء فى عدم التحقق فما هو جوابه فهو جوابنا وما ثانيا فهذا محمول على احوال الدنيا
اى لا ادرى ما يصير اليه امرى وامركم ومن الغالب ومن المغلوب او لا ادرى ما تؤمرون
به ولا ما أومر به فى باب التكاليف والشرائع او لا ادرى ما يفعل بى فى الدنيا اموت ام اقتل
كما قتل الانبياء قبلى عليهم الصلوة والتسليم ومولانا فى المغفور يته والمسألة
خلافية لوعه كما لا يخفى واما ثالثا فهو محمول على احوال الآخرة تفصيلا اى ما ادرى ما
يفعل بى ولا بكم فى الآخرة تفصيلا فانه شان خالق القوى والقدر وهذا لا ينافى العلم
الاجمالى بالمغفرة القطعية فلا ينافى استحالة الكذب عليه تعالى فى اخباره ووعده
ووعيده واما رابعا فكان هذا الامر قبل نزول انا فتحنا لك فتحا الآية المشتملة على تكريم
النبى عليه وعلى اله الصلوة والتسليم بالمغفرة المطلقة فلا خلف ايضا وهذا مع كونه
ظاهرا لان قوله تعالى وما ادرى ما يفعل بى الآية فى سورة الاحقاف وهى مكية وبشارة
المغفرة المطلقة فى سورة الفتح وهى مدنية فلا اخفاء فى تقدم عدم الدراية بما يفعل به
وغيره عليه الصلوة والسلام على علم المغفرة المطلقة منصوص عن حبر الامة عبد الله
ابن عباس رضى الله عنه هذا والامام فخر الدين الرازى استبعد القول بكون النبى
صلى الله عليه وسلم شاكا فى مغفوريته ورده بوجوه ثلثة ان شئت فارجع الى

تفسيره هذا ملخص التفاسير من البيضاوي وابي السعود والكبير وغيرها

الشبهة الثالثة فان توهم انه لو كان الكذب عليه تعالى محالا فما معنى لقوله تعالى (لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ) مع ان ان تدخل على امر على خطر الوجود فاذا كان شرك الانبياء عليهم الصلوة والسلام على خطر الوجود كان حبط عملهم المبني عليه ايضا على خطر الوجود فما معنى المغفورية المطلقة القطعية لنبينا عليه الصلوة والسلام وان هذا الامكان الكذب وهذا خلف **قلت** جوابه بوجوه عديدة اما اولا فلا منافاة بين القضية الحملية الضرورية اي نبينا صلى الله عليه وسلم مغفور مطلقا قطعا وبين الشرطية اي ان اشرك حبط عمله لان الشرطية لا تقتضي وجود المقدم ولا وجود التالي بل يجوز ان يكون كلاهما ممتنعين كما ظهر من التامل في هذين القولين النبي لا عابد لولد الله و (قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ) وكما لا منافاة بين قولنا لا شئ من الخمسة بمنقسمة بمتساويين وبين قولنا لو كانت الخمسة زوجا كانت منقسمة بمتساويين فاذا لم يكن بين الحملية والشرطية تناف فلا توهم لامكان الكذب **قال** الامام المفسرين فخر الدين الرازي **السؤال الثالث** كيف صح هذا الكلام مع علم الله تعالى ان رسله لا يشركون ولا تحبط اعمالهم **والجواب** ان قوله لئن اشركت ليحبطن عملك قضية شرطية والشرطية لا يلزم من صدقها صدق جزئيها الا ترى ان قولك لو كانت الخمسة زوجا لكانت منقسمة بمتساويين قضية صادقة مع ان كل واحد من طرفيها غير صادق قال الله تعالى (لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا) ولم يلزم من

هذا صدق القول بان فيهما الهة وبانهما قد فسدتا انتهى **وقال** ابو السعود لئن اشركت
الآية كلام وارد على طريقة الفرض لتهييج الرسل واقناط الكفرة والايذان بغاية شناعة
الاشراك وقبحه وكونه بحيث ينهى عنه من لا يكاد يمكن ان يباشره فكيف بمن عداه آه
انتهى وقس على هذا قوله تعالى ولو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين آه
وقوله تعالى واذا لاذقناك ضعف الحياة وضعف الممات آه واما ثانيا فلا نسلم ان
كلمة ان لا تستعمل الا فى امر متردد الوجود وان كان اصله هذا كما نص عليه العلامة
التفتازانى فى المطول وغيره فى غيره الا ترى الى قوله تعالى (قل ان كان للرحمن ولد فانا
اول العابدين) فهل ترى امكان الولد لله تعالى مع دخول كلمة ان عليه وكذا ههنا
قال العلامة ابو السعود فان مضمون الشرطية انما هو تعليق شئ بشئ من غير تعرض
لامكان شئ منهما كيف لا وقد يكون كلاهما ممتنعا كقوله عز وجل (قل ان كان للرحمن
ولد فانا اول العابدين) وقوله تعالى (لئن اشركت ليحبطن عملك) ونظائرهما انتهى -
واما ثالثا فالخطاب وان كان فى الظاهر للنبى عليه السلام لكن المراد غيره فلا مجال لتوهم
امكان الكذب قال الامام الهمام فى تفسيره ان الخطاب مع النبى عليه الصلوة والسلام
فى الظاهر والمراد غيره كقوله تعالى (يا ايها النبى اتق الله ولا تطع الكافرين والمنافقين)
وكقوله تعالى (لئن اشركت ليحبطن عملك) ومن الامثلة المشهورة اياك اعنى
واسمعى يا جارة آه وقال القاضى ابو الفضل عياض فى الشفاء وقوله تعالى (لئن اشركت
ليحبطن عملك) وما اشبهه فالمراد غيره وان هذا حال من اشرك والنبى عليه الصلوة

والسلام لا يجوز عليه هذا **الشبهة الرابعة** فان اختلج في قلبك انه
لو كان كذب الباري محالا فما معنى هذه الآية (فان كنت في شك مما انزلنا) الآية
لان خبر الله تعالى لما كان حقا لا يحتمل ان يتطرق الكذب عليه فكيف يتصور من النبي
عليه الصلوة والسلام الشك والارتياب فليس هو الا بناء على امكان الكذب فاجيب
بما مر من ان الشرطية لا تقتضي امكان وجود المقدم او التالي او المراد عنه غير النبي عليه
الصلوة والسلام تعريضا ولذا قال الامام الهمام في تفسيره والذي يدل على صحة ما
ذكرنا وجوه الاول قوله تعالى في اخر السورة (يا ايها الناس ان كنتم في شك من ديني)
بين ان المذكور في اول الآية على سبيل الرمز هم المذكورون في هذه الآية على سبيل التصريح
الثاني ان الرسول لو كان شاكا في نبوة نفسه لكان شك غيره في نبوته اولى وهذا يوجب
سقوط الشريعة بالكلية والثالث ان بتقدير ان يكون شاكا في نبوة نفسه فكيف
يزول الشك باخبار اهل الكتاب عن نبوته مع انهم في الاكثر كفار وان حصل فيهم من كان
مومنا الا ان قوله ليس بحجة لا سيما وقد تقرر ان ما في ايديهم من التورية والانجيل
فالكل مصحف فثبت ان الحق هو ان هذا الخطاب وان كان في الظاهر مع الرسول
صلى الله عليه وسلم الا ان المراد هو الامة ثم قال واقول تمام التقرير في هذا الباب
ان قوله فان كنت في شك فافعل كذا وكذا قضية شرطية والقضية الشرطية
ض
لا اشعار فيها البتة بان الشرط وقع او لم يقع ولا بان الجزاء وقع او لم يقع آه وقال القاضي
عياض في شفائه اعلم منحنا الله واياك توفيقه ان ما تعلق منه بطريق التوحيد والعلم

بالله تعالى وصفاته والايمان به وبما اوحى الله اليه فعلى غاية المعرفة ووضوح العلم
واليقين والانتفاء عن الجهل لشئ من ذلك او الشك والريب فيه والعصمة من كل
ما يضاد المعرفة بذلك اليقين هذا ما وقع اجماع المسلمين عليه ولا يصح بالبراهين
الواضحة ان يكون في عقود الانبياء سواه انتهى **الشبهة الخامسة**
فان قلت قال الله تعالى (انك لا تخلف الميعاد) (ان الله لا يخلف الميعاد) (ومن اوفى
بعهده من الله) انا لننصر رسلنا الآية وقد قلت ان الخلف في الميعاد مستحيل فما معنى لقوله
تعالى (حتى يقول الرسول والذين امنوا معه متى نصر الله الا ان نصر الله قريب) فانه لو لم
يمكن الخلف في الميعاد لما كان لاستبعاد النصر معنى قلت قد كفى عنا المؤنة امام المفسرين
في تفسيره هذه الآية جزاه الله عنا خير الجزاء (المسئلة الخامسة) في الآية اشكال وهو
انه كيف يليق بالرسول القاطع بصحة وعد الله ووعيده ان يقول على سبيل الاستبعاد
متى نصر الله والجواب عنه من وجوه احدها ان كونه رسولا لا يمنع من ان يتاذى من
كيد الاعداء قال تعالى (ولقد نعلم انك يضيق صدرك بما يقولون) وقال تعالى
(لعلك باخع نفسك ان لا يكونوا مؤمنين) وقال تعالى (حتى اذا استيأس الرسل وظنوا
انهم قد كذبوا جاءهم نصرنا فنجي) وعلى هذا فاذا ضاق قلبه وقلت حيلته وكان
قد سمع من الله تعالى انه ينصره الا انه ما عين له الوقت في ذلك قال عند ضيق قلبه
متى نصر الله حتى انه ان علم قرب الوقت زال همه وغمه وطاب قلبه والذي
يدل على صحة ذلك انه قال في الجواب الا ان نصر الله قريب فلما كان الجواب بذكر

الغرب دل على ان السؤال كان واقعا عن القرب ولو كان السؤال وقع عن انه هل يوجد
النصارم لا لما كان هذا الجواب مطابقا لذلك السؤال وهذا هو الجواب المعتمد

الشبهة السادسة فان قلت قد جاء في الحديث الصحيح المروي
في البخاري والمسلم وغيرهما عن عائشة رضي زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها قالت
ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم مستجمعا ضاحكا حتى ارى منه لهواته
انما كان يتبسم قالت وكان اذا راى غيما او ريحا عرف ذلك في وجهه فقالت يا رسول الله
صلى الله عليه وسلم ارى الناس اذا راوا الغيم فرحوا رجاء ان يكون فيه المطر واراك
اذا رأيته عرفت في وجهك الكراهية قالت فقال يا عائشة رضي ما يؤمنني ان يكون فيه
عذاب قد عذب قوم بالريح وقد راى قوم العذاب فقالوا هذا عارض ممطرنا وقد كان
مغفورا مطلقا فلو لم يمكن الخلف في الوعد لما كان هذا الخوف والاقبال والادبار كما
جاء في حديث آخر لمسلم وغيره قلت اولا ما كان هذا الخوف لاجل نفسه الشريفة
صلى الله عليه وسلم حتى يحصل التوهم المذكور بل لاجل الامة كما نص في العيني
والقسطلاني وقال النووي كان خوفه صلى الله عليه وسلم ان يعاقبوا بعصيان العصاة
وسروره لزوال سبب الخوف انتهى وقد جاء النص بهذا في حديث رواه مسلم في صحيحه
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم الريح والغيم عرف ذلك في وجهه
واقبل وادبر فاذا مطرت سر به وذهب عنه ذلك قالت عائشة فسألته فقال اني
خشيت ان يكون عذابا سلط على امتي ويقول اذا راى المطر رحمة انتهى وثانيا يحتمل

ان يكون هذا قبل البشارة فانه ما حصل الا في آخر عمره كما لا يخفى على الماهر وهذا ليس
ببعيد وبديع فانهم اجابوا بمثل هذا في امثال هذه كما سيجيء من النووي في الحديثة
الآتية وايضا قالوا في قول النبي صلى الله عليه وسلم ولا ينبغي لاحد ان يقول انا خير من
يونس بن متى مع انه افضل الرسل اجماعا وقطعا انه قبل علمه صلى الله عليه وسلم
بافضليته المطلقة كما نص عليه شراح البخاري والنووي والقاضي عياض وغيرهم
وكان ان المغفورية المطلقة لا تنافي الابتلاء بمصائب الدنيا وعذابها وشدائدها بل
اشد البلاء الانبياء ثم الامثل فالامثل كما هو المقرر المنصوص في الصحاح فاذا ثبت
هذا فلا اشكال لامكان خلف الميعاد وبهذا يندفع ما يتوهم انه لو لم يمكن الخلف في الوعد
لما كان لقوله تعالى (قل ارأيتم ان اهلكني الله ومن معي او رحمنا) الآية معنى وجه الدفع
انه ليس المراد من الاهلاك ههنا الا الاماتة في الحال كما نص عليه ارباب التفاسير
وانت تعلم ان المغفورية المطلقة لا تنافي الاماتة الدنيوية لقوله تعالى (كل نفس ذائقة
الموت) وقوله تعالى (انك ميت وانهم ميتون) وايضا لا يفيد الخصم كما مر غير مرة

الشبهة السابعة فان غلب عليك جنود الوهم بانه قد ورد
في الخبر قال خسفت الشمس في زمن النبي صلى الله عليه وسلم فقام فزعا يخشى ان تكون
الساعة حتى اتى المسجد الحديث رواه المسلم في صحيحه وقد اخبر النبي صلى الله عليه وسلم
بانه لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها وما لم تتقدم اشراط الساعة غيرها
فلو لم يمكن الخلف والكذب في الاخبار ممكنا لما حصل الفزع الكذائي فعلم بها بعساكر

الفكر بان لعل هذا كان قبل اعلام النبي صلى الله عليه وسلم بهذه الامور او لعله
خشي ان يكون بعض مقدمات الساعة وبان ظن الراوي ليس بحجة فان كنت في
مرية من هذا فاستمع ما نقل النووي وهو هذا قد يستشكل من حيث ان الساعة
لها مقدمات كثيرة لا بد من وقوعها ولم تكن وقعت كطلوع الشمس من مغربها و
خروج الدابة والنار والدجال وقتال الترك واشياء اخر لا بد من وقوعها قبل الساعة
كفتوح الشام والعراق ومصر وغيرهما وانفاق كنوز كسرى في سبيل الله تعالى وقتل الخوارج
وغير ذلك من الامور المشهورة في الاحاديث الصحيحة ويجاب عنه باجوبة احدها
لعل هذا الكسوف كان قبل اعلام النبي صلى الله عليه وسلم بهذه الامور الثاني لعله
خشي ان تكون بعض مقدماتها الثالث ان الراوي ظن النبي صلى الله عليه وسلم يخشى
ان تكون الساعة وليس يلزم من ظنه ان يكون النبي صلى الله عليه وسلم خشي ذلك
حقيقة بل خرج النبي صلى الله عليه وسلم مستعجلا مهتما بالصلوة وغيرها من امر
الكسوف مبادرا الى ذلك وربما خاف ان يكون نوع عقوبة كما كان صلى الله عليه
وسلم عند هبوب الريح تعرف الكراهية في وجهه ويخاف ان يكون عذابا كما سبق
في اخر كتاب الاستسقاء فظن الراوي خلاف ذلك ولا اعتبار بظنه انتهى وايضا لا يفيد
الخصم كما م تقريره وما قال بعض الكملاء في بيان امكان كذبه تعالى انه ممكن في ان لم
يقع لان الكذب وجود لا عدم واقتدار لا عجز وهو في حد ذاته من جهة الوجود والقدرة
حسن لا قبيح والقبح الذي عرض له فهو من جهة نهي الخالق والنهي انما يتصور بلحاظ العباد

[illegible]

المخلوقين لا بالنسبة الى الخالق المالك تعالى شانه فهو من حيث الاكتساب الممنوع
قبيح لا من حيث خلق الخالق فالقبح انما يعرض له فى حق العبد الكاسب لا فى حق
المالك الخالق وهو انما هو من جهة ضرر احد نحو اتلاف حق او اذيته او خداع
فلو كان فى الكذب نفع احد من حيث المال او النفس صار حسنا بل فرضا فى بعض الاوقات
مثلا لو كان فى الصدق قتل مسلم وفى الكذب نجاته لكان الصدق حراما والكذب فرضا
فظهر ان قبحه عارض لاجل نهى الخالق وليس هو فى حد ذاته التى هى وجود واقتدار فالا
لهذا والتامل فيه لا يليق بشان العلماء لان كسب الشر قبيح وهو بالنسبة الى المخلوق
لا خلقه وهو بالنسبة الى الخالق هذا الدليل عقلى اجمالا والدليل النقلى هذا ان نبينا و
سيدنا صلى الله عليه وسلم كان مغفورا لقوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك
وما تاخر فلو كان الخلف فى الوعد ممتنعا لما كان يخشى صلى الله عليه وسلم لما امر بقوله
تعالى (قل ان اهلكني الله ومن معي) وبقوله تعالى (لئن اشركت ليحبطن عملك) وغيرهما
من الآيات وكلمة إن انما تدخل على الممكن لا الممتنع وعلى المعدوم المظنون الوجود لا
الوجود كما هو مسلم عند علماء العربية والخشية انما يكون من الممكن لا من المحال ما سمعنا
ولا رأينا احدا يخشى الشريك المستحيل انما الخشية من الله الموجود والآيات الكثيرة
والاحاديث العديدة تدل على امكان كذب البارى تعالى وحقق شارح المواقف
وشارح المقاصد وغيرهما من المحققين امكان الكذب وهذا العبد مقلد لما قال
اهل الكلام بامكان الكذب فالعبد ايضا يعتقد امكانه لا افقهه حق التفقه

اما اولاً فلان هذا المذكور مبنى على مذهب الاشاعرة القائلين بشرعية الحسن والقبح اعنى لا شئ فى حد ذاته مع قطع النظر عن امر الشارع ونهيه حسن وقبيح بمعنى ما يمدح به او يذم عاجلاً ويستحق به الثواب والعقاب آجلاً بل ما امر به حسن وما نهى عنه قبيح ولو انعكس الامر انعكس الامر حتى ان الايمان والكفر والصلوٰة والصوم والزنا والسرقة فى مرتبة الذات قبل ورود الشرع سواسية لا تفاوت بينها فى الحسن والقبح بالمعنى المتنازع فيه بخلاف معتقد مشائخنا الماتريدية كثرهم الله تعالى لقائلين بعدم توقف حسن الاشياء وقبحها على الشرع بل الاشياء فى حد ذاتها بعضها حسنة وبعضها قبيحة وهذا كله مصرح فى التلويح والمسلم وغيرهما واليه يشير قوله تعالى (قل ان الله لا يأمر بالفحشاء الآية) فكيف يصح التمسك للحنفى المتبع للمشائخ الماتريدية بما ذهب اليه الاشاعرة الذين اتبعهم الشوافع والآفاتين التقليد واما ثانياً فلان القبح بمعنى صفة النقصان عقلى بالاتفاق كما مر غير مرة فكيف يسلم ان قبح الكذب عارض لاجل النهى بل الكذب صفة نقصان باتفاق العقلاء والله تعالى منزه عن النقائص بالاجماع وان لم يكن قبحه بمعنى ما يستحق به العقاب عقلياً بالاتفاق لكن هذا لا يضرنا فان القبح بهذا المعنى لا يتصور فى حقه تعالى واما ثالثاً فلان فيه تلفيقاً بين المذهبين لان الاشاعرة كما قالوا بعروض القبح للاشياء لاجل النهى كذلك نصوا بلحوق الحسن لاجل الامر فما معنى لكون الكذب حسناً فى حد ذاته قبيحاً لاجل النهى فمع قطع النظر عن الشرع كما لا قبح فيه كذلك لا حسن فيه

عندهم انما يتصور الحسن الذاتى فى مذهب غيرهم لكن فى هذا المثال الجزئى
ليس الحسن ثابتًا عندهم ايضًا بل الثابت القبح الذاتى عندهم واما رابعًا فلان قوله
قبح الكذب لاجل الضرر والاذية اه هذا مناف لما سبق من ان قبح الكذب لاجل النهى
لان مناط القبح لما كان نهى الخالق فما دام النهى موجودًا وجد القبح وان لم يوجد الضرر
والاذية نحو الخداع وغيرها نعم اذا رفع النهى وجاء الامر مقامه وجد الحسن مقام
القبح هذا عند الاشاعرة واما مشائخنا الماتريدية فقالوا الكذب لا يصير حسنًا
بالذات وان صار واجبًا بل هو باق على قبحه الذاتى كما هو منصوص فى المسلم ونص
عبارته هكذا وقالوا لو كان ذاتيًا لم يتخلف وقد تخلف فان الكذب مثلا يجب
لعصمة نبى وانقاذ برى من سفاك والجواب ان هناك ارتكاب اقل القبيحين
لا ان الكذب صار حسنًا قيل يرد عليه ان هذا الكذب واجب فيدخل فى الحسن
اقول الحسن لغيره لا ينافى القبح لذاته وهذا معنى قولهم الضرورات تبيح المحظورات انتهى
واندفع ما قال بعض الكملاء من ان الكذب ان كان فيه نفع لاحد يصير حسنًا بل
فرضًا اه كما لا يخفى واما خامسًا فلان قوله ان الكذب وجودى لا عدمى واقتدارى لا
عجزى وهو فى حد ذاته من جهة الوجود والقدرة حسن لا قبيح ماذا اراد به ان اراد ان
الكذب عين الوجود والقدرة فهو ظاهر البطلان لان المصادر لا تحمل الا على افرادها
او جزئياتها وظاهر ان الكذب ليس بمرادف للوجود والقدرة ولا جزئيًا لهما ولا عكس
ايضًا وان اراد ان الكذب موجود ومقدور فان اراد ان كذب البارى موجود ومقدور

اما اولاً فلان هذا المذكور مبنى على مذهب الاشاعرة القائلين بشرعية الحسن والقبح
اعنى لا شئ فى حد ذاته مع قطع النظر عن امر الشارع ونهيه حسن وقبيح بمعنى ما
يمدح به او يذم عاجلاً ويستحق به الثواب والعقاب آجلاً بل ما امر به حسن وما نهى
عنه قبيح ولو انعكس الامر انعكس الامر حتى ان الايمان والكفر والصلوٰة والصوم والزنا والسرقة
فى مرتبة الذات قبل ورود الشرع سواسية لا تفاوت بينها فى الحسن والقبح بالمعنى
المتنازع فيه بخلاف معتقد مشائخنا الماتريدية كثرهم الله تعالى القائلين
بعدم توقف حسن الاشياء وقبحها على الشرع بل الاشياء فى حد ذاتها نفسها بعضها
حسنة وبعضها قبيحة وهذا كله مصرح فى التلويح والمسلم وغيرهما واليه يشير
قوله تعالى (قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ الآية) فكيف يصح التمسك للحنفى المتبع للمشائخ
الماتريدية بما ذهب اليه الاشاعرة الذين اتبعهم الشوافع والا فاين التقليد واما
ثانياً فلان القبح بمعنى صفة النقصان عقلى بالاتفاق كما مر غير مرة فكيف يسلم ان
قبح الكذب عارض لاجل النهى بل الكذب صفة نقصان باتفاق العقلاء والله
تعالى منزه عن النقائص بالاجماع وان لم يكن قبحه بمعنى ما يستحق به العقاب عقلياً
بالاتفاق لكن هذا لا يضرنا فان القبح بهذا المعنى لا يتصور فى حقه تعالى واما ثالثاً
فلان فيه تلفيقاً بين المذهبين لان الاشاعرة كما قالوا بعروض القبح للاشياء لاجل النهى
كذلك نصوا بلحوق الحسن لاجل الامر فما معنى لكون الكذب حسناً فى حد
ذاته قبيحاً لاجل النهى فمع قطع النظر عن الشرع كما لا قبح فيه كذلك لا حسن فيه

عندهم انما يتصور الحسن الذاتى فى مذهب غيرهم لكن فى هذا المثال الجزئى
ليس الحسن ثابتاً عندهم ايضاً بل لثابت القبح الذاتى عندهم واما رابعاً فلان قوله
قبح الكذب لاجل الضرر والاذية اه هذا مناف لما سبق من ان قبح الكذب لاجل النهى
لان مناط القبح لما كان نهى الخالق فمادام النهى موجوداً وجد القبح وان لم يوجد الضرر
والاذية نحو الخداع وغيرها نعم اذا رفع النهى وجاء الامر مقامه وجد الحسن مقام
القبح هذا عند الاشاعرة واما مشائخنا الماتريدية فقالوا الكذب لا يصير حسناً
بالذات وان صار واجباً بل هو باق على قبحه الذاتى كما هو منصوص فى المسلم الثبوت
عبارته هكذا وقالوا لو كان ذاتياً لم يتخلف وقد تخلف فان الكذب مثلاً يجب
لعصمة نبى وانقاذ برى من سفاك والجواب ان هناك ارتكاب اقل القبيحين
لا ان الكذب صار حسناً قيل يرد عليه ان هذا الكذب واجب فيدخل فى الحسن
اقول الحسن لغيره لا ينافى القبح لذاته وهذا معنى قولهم الضرورات تبيح المحظورات انتهى
واندفع ما قال بعض الكملاء من ان الكذب ان كان فيه نفع لاحد يصير حسناً بل
فرضاً اه كما لا يخفى واما خامساً فلان قوله ان الكذب وجودى لا عدمى واقتداره لا
عجز وهو فى حد ذاته من جهة الوجود والقدرة حسن لا قبيح ماذا اراد به ان اراد ان
الكذب عين الوجود والقدرة فهو ظاهر البطلان لان المصادر لا تحمل الا على افرادها
او جزئياتها وظاهر ان الكذب ليس بمرادف للوجود والقدرة ولا جزئياً لهما ولا بالعكس
ايضاً وان اراد ان الكذب موجود ومقدور فان اراد ان كذب البارى موجود ومقدور

فهو اول المسئلة وجاء المصادرة على المطلوب فان المطلوب ما كان الا ان كذب
الباري ممكن وصار حاصل الدليل هكذا كذب الباري ممكن لان كذبه موجود ومقدور
وان هو الا جعل المدعى جزء الدليل وايضا مناف لقوله وانلم نقع فان فيه اعتراف
بالوجود وان اراد ان كذب الممكن والمخلوق موجود ومقدور وهو من جهة الوجود و
القدرة حسن فلا يفيد المطلوب لان الكلام كان فى امكان كذب الباري وخرج
من الدليل امكان كذب المخلوق ولا كلام فيه بل العالم مشحون من الكذب بلا
ارتياب واما سادسا فهو منقوض بظلم الباري تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا
فان مقدمات الدليل جارية فيه مع تخلف المدعى فانه لم يقل به احد من اهل
السنة والجماعة وان قال به الفرقة الباطلة المزدارية واما سابعا فلان ليس
الكلام الا فى امكان اتصاف الكذب وكسبه لا فى خلقه كيف وان الكذب شائع
ذائع فى العالم وليس خالق الاشياء عند اهل الحق الا الله فعلى تقدير تجويز كذب الباري
يلزم كسب الكذب لا خلقه فى محل اخر وكسب الشر قبيح عند المستدل ايضا
كما نص فى اخر الدليل فيلزم القباحة والشناعة هذا خلف وما قال فى الدليل النقلي
من ان الخلف فى الوعد لو كان ممتنعا مع كونه صلى الله عليه وسلم موعودا
بالمغفرة لجميع ما تقدم من ذنبه وما تاخر لما كان لخشيته صلى الله عليه وسلم
معنى فجوابه ظاهر فانه صلى الله عليه وسلم ما خشى لاجل نفسه النفيسة
من العذاب الاخروى بل لاجل الامة او لاداء الشكر واظهار الخشوع والخضوع

فى الحضرة الالهية وغيرها كما قال القاضى عياض وعبارته هكذا وايضا
فيقال لهم فانكم ومن وافقكم تقولون بغفران الصغائر باجتناب الكبائر ولاخلاف
بعصمة الانبياء من الكبائر فما جوزتم من وقوع الصغائر عليهم فهى مغفورة
على هذا فما معنى المواخذة بها اذا عندكم وخوف الانبياء وتوبتهم منها وهى مغفورة
لو كانت فما اجابوا به فهو جوابنا عن المواخذة بافعال السهو والتاويل وقد قيل ان
كثرة استغفار النبى وتوبته وغيره من الانبياء عليهم السلام على وجه ملازمة
الخضوع والعبودية والاعتراف بالتقصير شكرا لله على نعمه كما قال عليه الصلوة
والسلام وقد امن من المواخذة بما تقدم وما تاخر افلا اكون عبدا شكورا وقال انى
اخشاكم لله واعلمكم بما اتقى قال الحارث بن اسد خوف الملائكة والانبياء خوف
اعظام وتعبد لله لانهم امنون وقيل فعلوا ذلك ليقتدى بهم وليستن بهم امهم
كما قال لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا انتهى وايضا قال فى موضع
آخر ناقلا عن النبى والثقة كنزى والحزن رفيقى واليقين قوتى وغيره الاجل امتى انتهى ومن
ادعى الخشية لاجل عدم وثوق النبى بمواعده تعالى فعليه البيان بالبرهان بل هذا
مخالف لقوله تعالى فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله والا يلزم عدم امتثاله
بنهى الله تعالى عن حسبان الاخلاف فى مواعيد الرسل وهو صريح البطلان والا
فاين عصمة الانبياء المقرر عند المحققين صلوات الله تعالى عليهم اجمعين ومناقض
لقول عائشة رضى الله تعالى عنها المذكور فيما سبق من قولها معاذ الله ما وعد الله

آه وايضا نص القاضي عياض بقوله لا انه شك في وعد الله وايضا نظهر لمن تتبع
سير الانبياء عليهم الصلوة والسلام انهم على كمال وثوق واعتماد بمواعيد الله
تعالى لا ينطرق وهم امكان خلف المواعيد في قلوبهم الا ترى الى قول موسى عليه
وعلى نبينا الصلوة والسلام (كلا ان معي ربي سيهدين) بعد ما قال له قومه ما قال
(فلما تراءى الجمعن قال اصحاب موسى انا لمدركون) والى قول نبينا صلى الله عليه
وسلم لرفيقه في الغار (لا تحزن ان الله معنا) وقد روى عن عائشة رضي الله
تعالى عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يحرس حتى نزلت هذه الآية (والله
يعصمك من الناس) فاخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه من القبة وقال لهم
يا ايها الناس انصرفوا فقد عصمني ربي عز وجل وقيل كان عليه الصلوة والسلام
يخاف قريشا فلما نزلت هذه الآية (يا ايها الذين آمنوا اذكروا نعمت الله عليكم
اذ هم الآية) استلقى ثم قال من شاء فليخذلني انتهى (شفا قاضي عياض) وما قال
بعض الكملاء لو كان الخلف في الوعد ممتنعا لما امر النبي بقوله تعالى (قل ان اهلكني
الله ومن معي الآية) وبقوله تعالى لان اشركت ليحبطن عملك الآية وغيرها من الآيات
الاخر فقد مر جوابه فيما سبق مفصلا فلا نعيده وايضا هذا خرق للاجماع فان الخلف
في الوعيد وان جوز لكن الخلف في الوعد قد عد ممتنعا بالاجماع كما مر وما قال ان
شارح المواقف والمقاصد وغيرهما من المحققين قد جوزوا الكذب عليه تعالى فقد
علمت فيما سبق ان التحقيق خلافه فلا حاجة الى الاعادة والله ولي الافادة والله

یهدی من یشاء الی صراط مستقیم خلاصہ مرام یہ ہے کہ اہل حق کے نزدیک کذب باری تعالیٰ ہرگز ہرگز ممکن نہیں نہ کلام نفسی نہ کلام لفظی مین بلکہ یہ عقیدہ فرقہ زائغہ مزداریہ کا ہے اور مجوزین خلف فی الوعید ہرگز معتقد جواز کذب باری تعالیٰ نہین بلکہ اونکو کذب باری تعالیٰ اور تبدیل قول الٰہی کا الزام لگایا جاتا ہے اور وہ مدفوع ہے اور محققین خلف فی الوعید کو جائز نہین رکھتے اگر قول شاذ ہو تو وہ بمقابلہ نصوص قاطعہ مردود یا مأوّل ہوگا پھر ایسے اقوال شاذہ سے عقیدہ کا ثبوت کیونکر ہوسکتا ہے اثبات عقیدہ کے لیئے دلیل قطعی ہونا چاہیے اور زبان درازی اس امر مین موجب نقصان دین اور باعث مضحکہ دشمنان شرع متین ہے اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو اس سے بچاوے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العٰلمین۔ حررہ افقر عباد ذی المنن عبدہ احمد حسن عصمہ اللہ عن آفات یوم المحن بفضلہ الخفی والعلن المقیم فی بلدۃ کانفور صانہا اللہ عن الشرور والمدرس فی دار العلوم فی آخر عشرۃ ذی الحجۃ سنہ ۱۳۰۶ھ ہجریہ

اب وہ تقریظین نقل کیجاتی ہین جو علمائے کرام نے اس عمدہ اور نادر رسالہ پر کی ہین +

صورۃ ما قرظہ فخر العلماء الکرام صدر الفضلاء العظام استاذ اساتذۃ الھند والشام محط رحال الفخام آیۃ من آیات اللہ الحضرۃ مولانا محمد لطف اللہ دامت برکاتھم وعمت

فیوضاتہم و لقد اجاد فیما افاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھو اصدق قیلا، والصلوۃ والسلام علی من بعث مرشدا ودلیلا، وعلی
آلہ واصحابہ الذین کانوا ینزھون اللہ عما لا یلیق بجنابہ، وبعد فیقول العبد الضعیف
المعتصم بحبل اللہ المتین **محمد لطف اللہ** تجاوز اللہ عن سیأتہ یوم الدین
انی لما طالعت ھذا الکتاب الذی صنفہ اخلص الاحباب مالک ازمۃ التحقیقات الشرعیۃ
والتدقیقات الفلسفیۃ النحریر الکامل الحبر الفاضل الذی یفتخر بوجودہ الزمن المولوی
احمد حسن حرس اللہ ذاتہ واسعد اوقاتہ فوجدتہ صحیح المعانی سدید المبانی
حریا بان یکتبہ علماء الزمان علی صفائح الیواقیت بمیاہ العقیان وقمینا بان
تتخذہ الغید عقد الجید محتویا علی تحقیقات بدیعۃ تطرب الاسماع ومشتملا علی
تدقیقات منیعۃ تمیل الیہا الطباع جزی اللہ مصنفہ جزاء موفورا وجعل سعیہ
مشکورا واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
والصلوۃ والسلام علی طہ الامین

صورۃ ما قرظہ البحر الکامل والنحریر الفاضل جامع العلوم العقلیۃ والنقلیۃ مصدر الکمالات البھیۃ الادیب الاریب الفطین اللبیب بھجۃ الادباء

اوحد النبلاء الالمعي اللوذعي مولانا محمد عبد الله التونكي
احد اعيان مدرسي بيت العلوم في بلدة اهوى حفظها الله
من الحور بعد الكور ولقد احسن المقال وابدع فيما قال

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين وبعد
فهذه رسالة رشيقة بارعة ومقالة انيقة فارعة في توضيح تقدس الباري عن امكان
الكذب والمين وتقرير تنزهه من جواز النقص والشين تطرب اولى الابصار بافاضتها الرائقة
السائغة وتطرب ذوى الاهذار بافاضتها الرابعة السابغة تنشرح بها صدور العقلاء
الانزال وتنقبض عنها قلوب الجهلاء الانذال تمرح بها نفوس ارباب اللب والسداد
وتمرح منها عيون اصحاب الخبث والفساد مقاصدها محلاة بالبراهين القاهرة
ومطالبها موشاة بالسلاطين الداحرة دوابل دلائلها فالقة لاكباد مشاريب الغواة
الزائغين عن سبيل الرشاد ونواحل شواهدها خارقة لاكتاد مذاهب العصاة الراكنين
الى طريق العناد مطارف بيانها الصافي قاصمة لرؤس ساطير القائلين بالجواز والامكان
ومقارع تبيانها الضافي قاصمة لظهور اضابير اصحاب الكذب والبهتان كيف لا وقد
نطق بها الحبر السامي والبحر الطامي الفاضل البصير والفاضل الخبير ذو العقل الصائب
والفهم الثاقب والذهن النقيف والفكر الحصيف والراى الرزين والحدس الرصين

الحبیب الاکرم، والشفیق الافخم، والرفیق الاقدم، والصدیق الاعظم مولانا المولوی

الحافظ **احمد حسن** سلمہ اللہ عن مصائب الزمن وحوادث الفتن، المالک لازمۃ

العلوم النقلیۃ کلھا بلا نزاع، والقائد لاعنۃ الفنون العقلیۃ جلھا من غیر دفاع

الذی یقتبس عن ضیاء فضائلہ الدانی والقاصی، ویجتنی من ثمار جلائلہ العاری و

الکاسی، سھام تقریرہ صائبۃ الی قلوب ھفوات القوم الذین رشیدھم غوی

وصحیحھم مائق، ورماح تحریرہ نائبۃ علی صدور سقطات النفر الذین خلیلھم

خلیل وامینھم خائن فبدد شمل اباطیلھم وشرد جمع خزعبیلھم وسود وجوہ

مقالاتھم وبیض عیون ضلالاتھم وشتت جنود وساوس انظارھم وفتت فوج

ھواجس افکارھم واقام علیھم یوم القیامۃ وامطر علیھم مطر الحمام کما قد فعلت بھم

ذلک مرۃ بعد الاولی وکرۃ عقب الاخری بالمشاھدۃ والمشافھۃ، والمعارضۃ والمعارضۃ

حین تکردسوا وازدحموا ببلدۃ لاھور، التی ھی کالشارق والساھور، فی الضیاء والنور

سلمنی اللہ وایاھا من شرور الدھور، وصوادر الحبور، فابتلوا وانبثوا وانحرموا

وانھزموا وانسلوا وانفلوا کانھم جراد منتشر او ذر مشفتر وبالجملۃ فقطع

دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام

علی رسولہ محمد والہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین فقط

کتبہ العبد المذنب المختفی

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

صورة ما قرظه افضل المحققين اشرف المدققين اكمل المناظرين ابجل المعارضين ابخل المعارضين انبل الفاضلين ابلغ البلغا افصح الفصحا افقه الفقها انجب النجبا اشرف الشرفا اعلم العلما مولنا وبالفضل اولنا المولوى محمد على حفظه بكنفه عالم الخفى والجلى المتوطن ببلدة كانفور صانها الله عن الشرور

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان الذى احب تنزيهه عن وصم النقصان ✤ حتى جعل كلمة سبحان الله نصف الميزان ✤ على لسان نبيه عليه الصلوة والسلام الاتمان ✤ وشطرها من كلمتان ثقيلتان فى الميزان حبيبتان الى الرحمن ✤ والصلوة والسلام على اشرف المقدسين المسبحين للمنان ✤ الذى بين ثمرة شجرة قول السبحان ✤ تهافت الذنوب والعصيان ✤ كتساقط اوراق الاغصان ✤ عند حلول الشمس فى الميزان ✤ وعلى اله وصحبه الذين جعلوا من اورادهم تسابيح الحنان ✤ من كل نقيصة وما شان ✤ اما بعد فيقول العبد الضعيف النحيف المغاق المشتاق ✤ الى مولاه الغنى المتجلى فى الانفس والافاق محمد على تجاوز الله عن ذنبه الخفى والجلى انى امعنت النظر واجلت الفكر فى هذه العجالة السائغة ✤ والعلالة الرائعة ✤ فاذا هى نهر ثجاج ✤ وبحر عجاج ✤ تغريرها اخذة بمجامع ✤ ورقية ضيان مقاصدها قلائد العقيان ✤ على نحور النسوان ✤ ومطالبها عقد الجمان ✤ فى جيد غلمان

قوله وشطرها من كلمتان الى اشارة الى الحديث المروى فى البخارى كلمتان خفيفتان على اللسان ثقيلتان فى الميزان حبيبتان الى الرحمن سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم ١٢ منه

الجنان قواضب بحججها القويمة قواصم لصدور هواجس الشيطان وعواضب
ببيّناتها المستقيمة قواصم لظهور وساوس شقيق الولهان والفيت رياحين
مضامينها تزرى بالربيع الزاهر وصادفت تعريفه الفاظها تغني عن زهرات المزاهر
وراحينها اضوء من الشمس البازغة وسلاطينها ابهر من البدر اللامعة ودعاويها الطف
من نسيم الاسحار وفتاويها اعبق من روائح الازهار تحقيقاتها اشهى من مسك
اذفر وتدقيقاتها الذ من خلوق اعطر تبيانها الوافي يضاهى بانوارها النجوم الزواهر وبيانها
الكافي يباهى بغرائدها عقود الجواهر نفائسها الغالية حاكت الاغياد المائفة ورشاقتها
ولطائفها العالية ضاهت النواهد الغيد اقترو نقاو ورواقترنو تحريرها اشهى
من زهو الاقحوان وزهر تقريرها اجلى من شقائق النعمان كيف لا وهذبها الحبر اللوذعي
وشذبها البحر اليلمعي وصنفها القلمهدم الهمقام وصنعها القلادم الطمطام جامع العلوم كاشف
اسرار المكتوم نبراس العلماء مصباح الفضلاء الذي برع على اقرانه بالفضل والكمال
وفاق على امثاله بالافادة والاكمال الذي سد تمكب الطالب الفرائد ومنزله محط
الرحال العمائد اللبق الشهير الاوحد الكبير الخليل الجليل الصديق النبيل مولانا الحافظ
الحاج **احمد حسن** صانه الله عن جميع الفتن ونوائب الزمن ومكاره المحن وآخر
دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين
وازواجه وذريته وصحبه اجمعين الى يوم الدين برحمتك يا ارحم

الراحمين

صورة ما نمقه العالم الجليل والفاضل النبيل التلميذ الرشيد الفهام للمصنف العلام اعني المولوي محمد عبد الحي السورتي صانه الله عن شرور الغي

بسم الله الرحمن الرحيم

تنوير الاسفار وترصيعها بحمد من تقدس من شوائب امكان الاكاذيب الباطلة، و
توشيح الاوراق وتصقيلها بتحية من تنزه عن معائب النقائص الغاطلة، وتجلية الصحائف
وتحليتها بالصلوة على من اعشوشب حماحم العلوم البارعة، ونور حدائق الفهوم
الفارعة، وعلى اله وصحبه المتنظمة في سلك الافاويق الساطعة، المتجلية من مصابيح
النبوة اللامعة، ما انهدرت حمائم اليراعة، في ترصيف البراعة، وبعد فيقول من لا بضاعة
له الا الاستكانة ولا راس ماله الا المسكنة محمد عبد الحي السورتي نجاه الله عن شوائب
الغواية والحق انه كادت ان تتجحجح ظلمات الجهالة موامي العقول، وتسدل غواشي الخمول
مهامه فهوم الفحول، وعسى ان يكون الناس بها في (فلوات) الصحاري كالحيارى، يهيمون (مفازات بعيدة)
وغارت مياه المعارف السمحاء فهم في نضوبها يتململون وتختلس بوارق الضلال
ابصارهم فهم لا يبصرون، اذ بزغ بدر الرشاد، وطلعت شمس السداد من مطالع
الهداية، ومشارق الدراية، فتلألأت صفحات البرية عن الظلماء، وتزحزحت غواشي
الغشناء، ونبع عين العلم ونبغ نهر الحلم، وتولى عليه من يجلو لديه افهام اولي

سلائق ذكية وتغترف من انهار فيوضه المقدسة ذو الطبائع السوية وهبت
نسيمة سحرية من رياض عوارف معارفه البهية فتنورت ازهار الزنبق وازهرت حيطان
السمسق واكتست جنة الآكام حللا خضراء من وبل رغائبه الثراء الذى هو
مجمع البحرين بينهما برزخ لا يبغيان من العلمين المعقول والمنقول الذين دارت
كؤس تعاطيهما فى الملوين واضاء من المعارف الجلية سراجا وهاجا يستضئ
به من اصل شرعة ومنهاجا وافاض نهرا من لبن وعسل وخمر لذة للشاربين من العلوم
الحقيقية والفنون اليقينية بما يشفى صدور قوم مومنين استاذى ومطاعى
الفائض بالخير فى السر والعلن المولوى **احمد حسن** حرسه الله عن
تباريح الشجن ونوائب المحن الذى لما تمكنت عقدة قد انعقدت فى مسئلة امكان
كذب البارى تعالى وامتناعه وزحزحت دونها اقدام العقول بايقاعه وانتزاعه
فالناس فى فتحها كباسط كفيه الى الماء ليبلغ فاه وما هو ببالغه فشمر عن ساق
الجد فى انحلالها وافتتاحها برسالة قدسية غراء ونسيمة سحرية خضراء التى
مبانيها ومعانيها بحران (يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان) وفرائد دقائق مخدرة فى
ما بينها ما مسها ايدى الافكار وخرائد نكات كحور عين فى استارها ما رنتها
ابصار الانظار او رافها نزرى الورقاء فى الجلاء والنور وشنب الثغور فهل يستوى
الظلمات والنور او الظل والحرور لا عزو فانه كتاب لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه
وينطق عليكم بالحق كيف لا وفيها تنزيه الله عن تجويز الاكاذيب الاباطيل وثبوت

وجوب الصدق) قد انشدت هذه القصيدة بفضل المفضل المنعام، فى جلسة واحدة يوم العاشر من المحرم الحرام، مقرظا على رسالة مدللة فى امتناع كذب الملك العلام للأستاذ الهمام القمقام وهو اعظم واهم عقائد الاسلام

سبحانك اللهم ذو الآلاء ... تجويز كذب فيك شر هراء
انظن فيك جوازه ونبيحك ... عن كل نقصان وجل هواء
ادعيت ان وجوب صدق شانه ... فمن المحال جواز كذبك ادعاء
واليك نشكو من ذويه بقولهم ... انت العزيز وذو انتقام عداء
لاحول من احكامك فنقولها ... وان امرأ يلغوه من علماء
الله يبقى من يقول مجاهرا ... تجويز كذب فيه شر هراء
ويبين شرح الاسفار فى بطلانه ... ويزحزح الاظلام من اضواء
كلا لئن لم ينتهوا بكلامه ... فنقول لهم تستعنت به هاء
وهو الذى يجلو الدياجى عقول من ... ظلمت بكل جهالة سوداء
ويغوص فى بحر العلوم فيمتلى ... ذيل العقول مسائلا بضياء
لما رأيت معلما فى مسند ... كدراري انسلكت بخيط سواء
اى على
استادنا ومطاعنا احمد حسن ... متلألأ فى العلم والآراء
الله يعصمه ويعصم حافظا ... من شر خناس وسوء عداء
ثم الصلوة على النبى محمد ... والآل والاصحاب والعلماء

كتبه محمد عبد الحى السهسوانى عفى عنه

تقریظ دلپذیر نتیجۂ فکر غواص بحر معانی نقاد گہر نکتہ دانی منشی بی بدیل فاضل نبیل مقبول بارگاہ صمد جناب مولوی نور محمد صاحب پنجابی گوردا سپوری شاگرد رشید حضرت مصنف سلمہ اللہ الی الابد

گوہر شاہوار حمد بحید - و جوہر آبدار ثنای لا تعد - کہ ترازوی زبان و معیار بیان از سنجیدن دہمیو دنش قاصر - و عقل ذکاوت فطرتان و درک فطانت طبیعتان از قوہ بفعل آوردنش فاتر - ایثار بارگاہ کبریای متعال و نثار درگاہ حضرت ذو الجلال باد آنکہ آیت صدق بشارت وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا از مدنیہ کمال صدا قتش رواقی بمضمون باہدایت حق اشارت مایبدل القول لدی لایاری سبع طباق تنزہیش طاقی - ولغوت بیرون از احصای واحاطۂ قیاس - و رحمت افزون از اندازۂ خرد دقیقہ شناس - تحفۂ حضرت سید الکونین رسول الثقلین - خاتم المرسلین - ممدوح ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - قدوۂ انبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و سلم - و اصحابہ الطیبین و آلہ الطاہرین برحمتک یا ارحم الراحمین - اما بعد این سرگردان کوچۂ ہیچ فناسی - ضرب خوردۂ لطمۂ نارسائی - اضعف عباد رب الصمد نور محمد - عنان خوشخرامی خامہ را بعرصہ معاطرازی معطوف میسازد - و گوہر مطلب قلبی را بدستیاری غواص بیان از عمان جنان برآوردہ نثار محفل اولی الالباب مینماید - کہ درین زمان سفاہت اقتران نقد گران بہای ہنر و علم چنان جنس کاسد شدہ کہ خروارش بجز مہرہ نمیخرند - و جوہر جان بہا فضل و فہم چنان متاع خاسر گشتہ کہ انبارش بجوی نمیگیرند - برگ شجر فنون عقلی از تاراج خزان

جہل و نادانی فرو ریختہ۔ وثمر درخت علوم نقلی را ملخ ظہور سفہای لایعنی پاک سیختہ تحقیق مقاصد
از خاطر زمرۂ علمار و بفرار نہاد۔ و تدقیق مآرب بطائفۂ عالیۂ فضلا پشت داد۔ و در اینچنین
توزع حال و تشتت بال کدام شاہد دلربا ست شراب جلوہ گری ست کہ چشم تماشائیان ہمہ تن
بر شاہراہ انتظار اوست۔ و کدام دلدار عشوہ پرداز مخمور صہبای محفل افروزی ست کہ خاطر
جہانیان محو تمنای دیدار او۔ چہار زیبا غارتگری است کہ تا حجاب از چہرہ عالم آرائی خود
کشادہ۔ عالمی را بادای شیفتہ طرۂ سمن سای خود کردہ۔ و خمار عنا سروی است کہ تا پا بحجلۂ
جلوہ گستری نہاد۔ آمد آمد موسم بہار مژدہ طرب نشاط بگوش چمن آرایان روزگار در داد۔
باستقبال خیر مقدمش عرصہ جہان شگفتگی گلہای الوان رشک فردوس نمانست۔ و فضای
گیتی از کثرت لالہ و ارغوان غیرت دہ کان بدخشان۔ از ہر سو صدای الآن حصحص الحق
بگوش میآید۔ و از ہر کوی نوای لقد ظہر الصدق شنیدہ میشود ؎ جہان شد بزم عیش
و کامرانی ✤ بجام آمد شراب ارغوانی ✤ برون از سینہ شد یکسر غم و درد ✤ نشاط تازہ در دلہا
وطن کرد ✤ ہمانا این حجلہ نشین زیبائی نہ محبوبی است یا کہ نظران دین و گمگردگان مراحل
یقین نازش خرد بل نگاری است رعنا کہ متعطشان زلال تحقیق از راح ریحانی جمالش
اقداح تدقیق نوشند۔ شاہد دلفریب خلوتکدۂ احقاق حق است و صنم تبکدۂ تقدیس داور مطلق
و فتیکہ شاطہ ہر صفت آرای تسوید بر منصۂ ظہورش آراست عقل خردہ بین باسم با مسمے
تنزیہ الرحمٰن عن شائبۃ الکذب والنقصان موسومش ساخت الحق نادر صحیفہ ایست
مشتمل بر رد امکان کذب باری۔ و شگرف مجموعہ ایست متضمن بر امتناع دروغگوئی حضرت

لم یزلی - هرچند گلدسته ایست موجز - اما نمیقه ایست معجز - در تسدید معانی و تشیید مبانی بحریست کافی
و محیطی است وافی - خازن نفیسی است که طوق خیر الکلام قل و دل در گلویش شایان - و دلبری است که سیمای
ابطال ملت باطل از پیشانی او درخشان حقا کماحقه عروس موت دعاویش بحلی تحقیق آراسته و
شاهد لاالمش کما ینبغی بر منصهٔ تدقیق نشسته - اگرچه شانه افکار متقدمین زلف گره گیر لیلای این مقصد
عظیم الشان را مشاطگی کرده - و گلگونه انظار متاخرین عارض سیمین اطلای این مطلب عظیم المکان را بنقوش
ادا سازی آراستگی نموده - اما این گلی است که تا گلزار هستی از جوی ظهور سیرابی یافته هیچ غنچه بدین تازگی
در خیابانش علم شگفتگی نیفراخته و رعنا طنازی است که تا گلرخان معانی صحن چمن زیبایی را پیراسته
نظیرش در چشم فلک نگذشته ◦ آفاقها گردیده‌ام مهر بتان ورزیده‌ام + بسیار خوبان دیده‌ام اما تو چیزی
دیگری ◦ درست که هر لفظش سعدنی است از درج مضمونش چون - و مضمونش عشوه گریست که بر بالای تن قبای
این شعر موزون ◦ ای خوشا دلچسب مضمونی که در تصویر آن + خامه همچون خامه نقاش شد رنگین نویس چنین بیت است
که راقم بعلاقه ارادت و رابطه عقیدت انهم لا فیده و بیان خلاف واقع بر زبان رانده - بلکه این عجاله
نقدی است عیار که برای تنقیدش صیرفی عقل سلیم شاهدی است صدق شعار - و فرق توصیفش
از مشاطگی فکر با خام مغزان مبرا - و خد تعریفش از غازه نثر ناکم فهمان مصفا - زهی گلشنی است تازه
که در جنب ضیاے ازهار معانیش چراغان گلزار سپهر مهتاب مینماند - و گلبنی است نوباوه که به پهلوی
تازگی مضامینش انوار بهار از آب نظر مینماید - سوادش مانند سیاهی مردم در دیده اهل بینش جا گرفته
و بیاضش مثل مهر انور سینه حق پژوهان را منور ساخته - چگونه نباشد آخر نخلبند این بوستان بهار
آئین کیست - استادی - زبدهٔ هداة انام - قدوهٔ علمای عالیمقام - مسلکی از تکیه کمال تزئین و ساده

افضال، تمساح بحر معقول شهاب ثاقب سمای منقول، مضیم فیافی تدقیق هزبر غابات
تحقیق محیی آئین شریعت متقنن قوانین فضیلت، وسیلهٔ انجاح مآرب طلاب، ذریعهٔ انکشاف
معضلات اولی الالباب فخر زمن مولانا مفتی احمد حسن صاحب مدرس اول مدرسهٔ دار العلوم که نطاق
جهد بکمر همت والانهمت حیث بستند در تنقیح و توضیح دلائل تحریر حضرت ارباب العزت سعی موفور بهم رسانیده و هر
گلی این گلدستهٔ چمنستان مقاصد دین را از بوستانی فراهم آوردند تا آنکه ز تنقیح و تصحیح قلزم معانی
شیر بیشهٔ نکته‌دانی ریاض مضمار تحقیق شهسوار عرصهٔ تدقیق پیشوای ارباب فهم مقتدای اصحاب
علم ناصب عوامل شهرستان تحریر نجم ثاقب آسمان تقریر صوفی باصفا خلاصهٔ آل عبا معدن فنون
عقلی و نقلی مخزن شیون رموز خفی و جلی جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب محلی گشته زینت
محفل ارباب بصیرت دقیقه‌رس گردید و از هر جانب صدای شکر الله سعیهم بسمع شریف شان
در رسید الله تعالی این نوباوهٔ باغ تحقیق را از انهار شهرت و رواج سیراب کناد و باغبانش و حدیقه آرای
تصحیحش را از ثمرات مقاصد دارین کامیاب داد. چونکه برای نظارگی منظر زیبا این دلدار معانی حاجت
از اقاصی و ادانی میل تمام داشت. بنابران بدستیاری مشاطه کلک گوهر سلک و سواد قلم
جادو رقم خوشنویسان عدیل خطاط بی‌بدیل سرآمدهٔ جادو نگاران زمان خواجه عبد الواحد سلمه الرحمن
از خد و خال غازهٔ تحریر و نقاشی گلگونهٔ تسطیر به هر صفت آراست و به سعی لوح مطبع عبد العزیز تاجر با تمیز
جناب منشی عبد العزیز باش خیرخواه طالبین جناب مولوی امیر الدین جلال پوری جلوهٔ ظهور داده
و متعطشان بادیهٔ تجسس احقاق حق را از زلال انجاح مخطوظ البال شیرین کام نموده. و
انا العبد الضعیف نور محمد الجوری دافغوری من مضافات لاهور صانه الله عن الجور بعد الکور

تتمہ

واضح ہو کہ مدعیان امکان کذب باری تعالیٰ نے دعویٰ کیا ہے کہ شرح مواقف اور شرح مقاصد سے ہمارا مدعا ثابت ہے اور ان دونون شارحون نے امکان کذب باری کو مسلم رکھا ہے اسوجہ سے مجھے ضرور تھا کہ ان دونون کتابون کی طرف رجوع کرون مگر اتفاق سے جواب لکھنے کیوقت شرح مواقف تو میرے پاس موجود تھی اُسکا حال تو ناظرین کو جواب کے ملاحظہ سے ظاہر ہو گیا البتہ شرح مقاصد نتھی بفضلہ تعالیٰ جسوقت یہ رسالہ چھپ رہا تھا اوسوقت یہ کتاب بھی مجھ بہم پونہچی بعد دیکھنے کے معلوم ہوا کہ مدعیان مذکورین نے جس امر کو شارح مقاصد کیطرف منسوب کیا ہے وہ سراسر غلط اور اتہام ہے بلکہ شارح مذکور تو اس دعوے کی بکمال درجہ بیخ کنی کرتے ہین جا بجا میرے بیانون کی تصدیق فرماتے ہین لہذا مناسب معلوم ہوا کہ بطور التقاط اوسکی عبارت نقل کرون اور اپنے جواب کا ضمیمہ اوسے قرار دون ؎

عبارت شرح مقاصد صفحہ ۱۰۴ جلد ۲ ؎

الوجه الثالث ان كلامه لو كان ازليا لزم الكذب في اخباره لان الاخبار بطريق المضي كثير في كلام الله تعالى مثل انا ارسلنا وقال موسى وعصى فرعون الى غير ذلك وصدقه يقتضي سبق وقوع النسبة ولا يتصور السبق على الازل فتعين الكذب وهو محال اما اولا فبالاجماع العلماء واما ثانيا فبما تواتر من اخبار الانبياء عليهم السلام الثابت صدقهم بدلالة المعجزات من غير توقف على ثبوت كلام الله تعالى فضلا عن صدقه واما ثالثا فلان الكذب نقص باتفاق العقلاء وهو على الله محال لما فيه من امارة العجز او الجهل او العبث واما رابعا فلانه لو اتصف في الازل بالكذب في خبره لامتنع صدقه

ف — هذا وجه ثالث نص في ابطال الكلام النفسي القديم الثابت عند الاشاعرة والماتريدية وغيرهما من اهل السنة والجماعة لكلام الله ؎

فیکون ما ثبت قدمه امتنع عدمه لکنا نعلم بالضرورة ان من علم النسبة لا یمتنع علیه ان یخبر عنها
علی ما هی علیه وطریان طرأ هذا الوجه فی کلامه المنتظم من الحروف المسموعة انه عبارة عن کلامه
الازلی ومرجع الصدق والکذب الی المعنی واما وجه استحالة النقص فی کلامه البعض فلانه لا یتم الا علی
رای المعتزلة القائلین بالقبح العقلی قال امام الحرمین لا یمکن التمسک فی تنزیه الرب تعالی عن الکذب
بکونه نقصا لان الکذب عندنا لا یقبح لعینه وقال صاحب التلخیص الحکم بان الکذب نقص ان
کان عقلیا کان قولا بحسن الاشیاء وقبحها عقلا وان کان سمعیا لزم الدور وهو انه مبنی علی ان
مرجع الادلة السمعیة الی کلام الله تعالی وصدق قرآن تصدیقه النبی علیه الصلوة والسلام بالمعجزات
اخبار خاص وقد عرفت ما فیه وقال صاحب المواقف لم یظهر لی فرق بین النقص فی الفعل وبین القبح
العقلی بل هو هو بعینه وانا اتعجب من کلام هولاء المحققین الواقفین علی محل النزاع فی مسئلة
الحسن والقبح والجواب ان کلامه فی الازل لا یتصف بالماضی والحال والمستقبل لعدم الزمان آه
شارح مقاصد کے اس قول سے میرے چند دعاوی کی تائید ہوتی ہے جو بضمن جواب مذکور میں کیے
ہیں اول یہ کہ کذب باریتعالی باجماع علماء و اتفاق عقلاء محال و ممتنع ہے دوسرے یہ کہ کذب صفت
نقصان باتفاق عقلاء ہے اور وہ باریتعالی میں محال ہے تیسرے یہ کہ کلام نفسی و لفظی میں دربارۂ
اتصاف بصدق و کذب تلازم ہے جن ادلہ سے کلام نفسی کا امتناع کذب ثابت ہوگا انھین سے
بذریعہ مقدمۂ وجدانیہ حقہ کی کلام لفظی تعبیر و عنوان کلام نفسی کا ہی اور مناط صدق و کذب کا معنے ہی
ہی کلام لفظی کا بھی امتناع کذب ثابت ہوجائیگا چوتھے یہ کہ صاحب مواقف و شارح مواقف کا یہ گمان
کہ اول و دوم دلیل سے امتناع کذب باریتعالی کلام نفسی میں ثابت ہوتا ہے لفظی میں باطل و فاسد ہے

بلکہ دونون کلامون مین بعونت مقدمہ جلیہ امتناع کذب مقرر و محقق ہوگا پانچوین یہ کہ باریتعالی
کا نقائص سے منزہ ماننا شرع پر موقوف نہین ہے اگرچہ اشاعرہ کے نزدیک حسن و قبح اشیاء شرعی ہے
عقلی نہین اور اسمین تامل کرنا یا اسکے خلاف کہنا نہایت تعجب ہے ایسے محققون سے جیسے امام الحرمین
اور صاحب مواقف ہین کیونکہ باوجود واقف ہونے اس امر کے کہ اشیا کا حسن و قبح بمعنے نقصان
و کمال بالاتفاق عقلی ہے اور تنزیہ باریتعالی مین کذب و غیرہ کو قبیح کہنا اسی معنی کے لحاظ سے ہے
نہ اُن معنی کی نظر سے جنکے عقلی اور شرعی ہونیمین نزاع ہی پھر تامل کرتے ہین اور یہ پانچون امور
میرے رسالہ مین تفصیل وار گذر چکے اور یہان سے اونکی بخوبی تائید ہوگئی پس کلام شارح مقاصد کا
میرے مفید ہوا نہ میرے مخالفین کے فللہ الحمد حمدا کثیرا و علی نبیہ الصلوٰۃ والسلام کبیرا
عبارت صفحہ ۱۷۲ جلد ۲ و طریقۃ اہل السنۃ ان العالم حادث الخ ولا یصح علیہ الحرکۃ
والانتقال ولا الجہل ولا الکذب ولا النقص اس عبارت سی صاف معلوم ہوا کہ اہل سنت والجماعت
کا مذہب و مشرب عدم امکان کذب باریتعالی ہے مثل امتناع جہل باریتعالی و دیگر نقائص کے پس شارح
مقاصد امتناع کذب باریتعالی کے قائل ہوئے نہ امکان کذب کے الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام
علی رسول اللہ عبارت صفحہ ۱۷۹ جلد ۲ وخامسًا ان مجرد اظہار المعجزۃ علی یدہ یفیدنا العلم
بصدقہ و تصدیق اللہ ایاہ من غیر افتقار الی اعتبار کلام و اخبار و من ھہنا یصح التمسک بخبر النبی
فی اثبات الکلام و امتناع الکذب والنقص علی ما مر والی ھذا یشیر ما قال امام الحرمین انا نجعل اظہار
المعجزۃ تصدیقا بمنزلۃ ان یقول جعلتہ رسولا وانشأت الرسالۃ فیہ کقولک جعلتک وکیلا
واستنبتک لشأنی من غیر قصد الی اخبار و اعلام بما ثبت ومحصولہ انہ یعتبر القول فیہ

انشاء لا اخبار و اما لو تحملنا نفی الکذب عنه بغیر خبر النبی علی ما سبق فلا اشکال یہ کلام جواب ہے منکرین نبوت کے استدلال کا خلاصہ اُنکے استدلال کا یہ ہی کہ مدار نبوت کے ثبوت کا معجزے پر ہے اور معجزے کا دال ہونا باریتعالی کے امتناع کذب پر موقوف اور امتناع کذب باریتعالی اگر شرعی ہے تو یہ صریح دور ہے اور اگر عقلی ہے تو یہ دو امر پر موقوف ہے اول یہ کہ کذب قبیح ہے دوم یہ کہ باریتعالی قبائح سے منزہ ہے اور یہ دونوں مقدمہ ممنوع ہین وعبارتهم ہکذا و بعد تسلیم انتفاء الاحتمالات وکون المعجزة بمنزلة صریح القول من الله تعالی بان المدعی صادق فهو لا یوجب صدقه الا بعد استحالة الکذب فی اخبار الله تعالی ولا سبیل الی ذلک بدلیل السمع للزوم الدور ولا بدلیل العقل لان غایته ان الکذب قبیح وهو علی الله تعالی مستحیل وثبوت المقدمتین بغیر دلیل السمع فی حیز المنع اس دلیل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ باریتعالی کے کذب کو ممتنع نہ ماننا منکرین نبوت کا مذہب ہے اعاذنا الله عن ذلک ملخص جواب شارح مقاصد کا یہ ہے کہ اول تو معجزے کا صرف اظہار بدون اعتبار کلام و اخبار من الله تعالی مفید صدق مدعی نبوت ہے یعنی معجزے کی دلالت صدق نبی پر حالی ہے قالی نہین پس حاجت صریح قول کی نہوئی تا کہ اُسکے صدق و کذب مین کلام کیا جاے بنا بر علی ہذا اگر ہم امتناع کذب باریتعالی کو شرعی قرار دین دور کا وہم بھی نہین جاتا اسلیے کہ نبی کا صدق معجزے سے ثابت ہے بدون لحاظ کرنے باریتعالی کے تکلم کے اور باریتعالی کا متکلم اور ممتنع الکذب اور واجب الصدق ہونا نبی کے قول سے ثابت ہوا فاین الدور چنانچہ بحث کلام مین شارح نے نص کیا ہے ہکذا المبحث السادس فی انه متکلم تواتر القول بذلک عن الانبیاء علیهم السلام وقد ثبت صدقهم بدلالة المعجزات من غیر توقف علی اخبار الله تعالی عن صدقهم بطریق التکلم

الکلام لیلزم الدور اور دوسرے یہ کہ ہم ابحاث سابقہ مین باریتعالی کے کذب کے امتناع کو عقلی
ثابت کر آئے ہین پس منع کے کیا معنے لان المنع مطالبۃ الدلیل وقد مر الدلیل جواب شارح
سے خوب واضح ہوگیا کہ باری تعالی کے کذب کا امتناع شرع سے بھی ثابت ہو سکتا ہے اور عقل سے
بھی پس شرعی بمعنے ما ورد بہ الشرع ہوا نہ بمعنے ما یتوقف علی الشرع اور یہی امر مین رسالہ ہذا مین
ثابت کر چکا ہون فللہ الحمد عبارت صفحہ ۲۲۶ جلد ۲ الثالث الآیات والاحادیث الواردۃ
فی تحقیق الثواب والعقاب یوم الجزاء فلو لم یجب جاز العدم لزم الخلف والکذب ورد بان غایتہ
الوقوع البتہ وھو لا یستلزم الوجوب علی اللہ والاستحقاق من العبد علی ما ھو المدعی ھذا
والمذھب جواز الخلف فی الوعید بان لا یقع العذاب حینئذ یتاکد الاشکال وسنتکلم علیہ
فی بحث العفو ان شاء اللہ تعالی یہ قول شارح مقاصد کا (حینئذ یتاکد الاشکال) برہان قوی ہے
اس امر پر کہ مجوزین خلف فی الوعید پر اشکال امکان کذب باریتعالی لازم آتا ہے پس اگر شارح مقاصد
کے نزدیک امکان کذب باریتعالی محقق ہے تو اشکال کے کیا معنے ہونگے چہ جائیکہ تاکد اشکال
اور اسکے حوالہ کی بحث آئندہ پر کیا حاجت ہے بلکہ اسکا اتنا ہی جواب کافی ہے کہ کذب باریتعالی ہمارے
نزدیک محال نہین ہے فالتالی لیس بباطل حتی یستدل ببطلانہ علی بطلان المقدم اور جس امر کا
شارح نے بحث عفو مین بیان کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ یہ ہے عبارت صفحہ ۲۳۶ جلد ۲ تمسک القائلون
بجواز العفو عقلا وامتناعہ سمعا وھم البصریون من المعتزلۃ وبعض البغدادیین بالنصوص الواردۃ
فی وعید الفساق واصحاب الکبائر اما بالخصوص کقولہ تعالی فی اکل اموال الناس (ومن یفعل ذلک
عدوانا وظلما فسوف نصلیہ نارا) وفی التولی عن الزحف (وماواہ جہنم وبئس المصیر) وفی تعدی

حدود المواريث يدخله نارا خالدا فيها واما بالدخول في العمومات المذكورة في بحث الخلود
واذا تحقق الوعيد فلو تحقق العفو وترك العقوبة بالنار لزم الخلف في الوعيد والكذب في الاخبار
واللازم باطل فكذا الملزوم واجيب بانهم داخلون في عمومات الوعد بالثواب ودخول الجنة
على ما مر والخلف في الوعد لوم لا يليق بالكريم وفاقا بخلاف الخلف في الوعيد فانه ربما
يعد كرما والقول بالاحباط وبطلان استحقاق الثواب بالمعصية فاسد كما مر فكيف كان
ترك عقابهم بالنار خلفا مذموما ولم يكن ترك ثوابهم بالجنة كذلك والدفع بانه لو صح
ان يخلف الوعيد لصح ان يسمى مخلفا ليس بشيء لان كثيرا من افعاله بهذه الحيثية اعني
لا يصح اطلاق اسم الفاعل ههنا عليه لايهام النقص كما انه يتكلم بالمجاز ولا يسمى متجوزا
وكذا لا يسمى ماكرا ومستهزيا ونحو ذلك بل مع انه ينجز وعد الثواب لا يسمى منجزا نعم لزوم
الكذب في اخبار الله تعالى مع الاجماع على بطلانه ولزوم تبديل القول مع النص الدال على
انتفائه مشكل فالجواب الحق ان من تحقق العفو في حقه يكون خارجا عن عموم اللفظ بمنزله
الثابت اس تقریر سے بخوبی روشن ہوتا ہے کہ جواز خلف فی الوعید اگرچہ اسکو بعض نے کرم
کہا ہے مگر بجہت لزوم جواز کذب باریتعالی اور تبدیل قول الہی مشکل ہے اسیواسطے اسکو اب کو
چھوڑ کر دوسرا جواب اختیار کیا ہے اور اسکو حق کہا ہے جس سے اشعار ہوتا ہی کہ جواب جواز خلف
فی الوعید باطل ہے اسوجہ سے کہ امر باطل کو مستلزم ہے اور یہی امر رسالہ ہذا میں مقرر ہو چکا ہے
الحمد لله **عبارت صفحہ ۲۳۷ جلد ۲** وللامام الرازی ههنا جواب الزامی وهو ان صدق
كلامه لما كان عندنا ازليا امتنع كذبه لان ما ثبت قدمه امتنع عدمه واما عندكم فان امتنع

الكذب لكونه قبيحا فلم قلتم ان هذا الكذب قبيح وقد توقف عليه العفو الذي هو غاية الكرم وهذا

كمن اخبر بقتيل زيد اعتداء ظلما في الغد اما ان يكون الحسن قتله وهو باطل واما تركه فقتله وهو الحق

لكنه لا يوجه الا عند وجود الكذب وما لا يوجه الحسن الا عند وجوده حسن قطعا فهذا الكذب حسن قطعا

ويمكن دفعه بان الكذب في اخبار الله تعالى قبيح وان تضمن وجوها من المصلحة وتوقف عليه انواع

من الحسن لما فيه من مفاسد لا تحصى مطاعن في الاسلام لا تخفى منها مقال الفلاسفة

في المعاد ومجال الملاحدة في العناد ومنها بطلان ما وقع عليه الاجماع من القطع بخلود الكفار

في النار فان غاية الامر شهادة النصوص القاطعة بذلك ثم اذا جاز الخلف لم يبق القطع الا ثنه

شرذمة لا يجوزون العفو عنهم في الحكمة على ما يشعر قوله تعالى افنجعل المسلمين كالمجرمين

ما لكم كيف تحكمون وغير ذلك من الايات ووجه التفرقة ان العاصي قلما يخلو عن خوف

عقاب ورجاء رحمة وغير ذلك من خيرات تقابل ما ارتكب من المعصية اتباعا للهوى بخلاف

الكافر وايضا الكفر مذهب والمذهب يعتقد للابد وحرمته لا تحتمل الارتفاع اصلا فكذلك

عقوبته بخلاف المعصية فانها بوقت الهوى والشهوة واما من جوز العفو عقلا والكذب

في الوعيد اما قولا لجواز الكذب المتضمن للفعل الحسن او بانه لا كذب بالنسبة الى المستقبل فمع

صريح اخبار الله تعالى بانه لا يعفو عن الكافر ويخلده في النار فجواز الخلف في عدم وقوع مضمون

هذا الخبر محتمل ولما كان هذا باطلا قطعا علم ان القول بجواز الكذب في اخبار الله تعالى باطل قطعا

اس تحریر سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کذب اگرچہ ہزار مصلحت کو متضمن ہو اور اسپر ہزارہا امور

حسنہ موقوف ہوں ہرگز اوسکا قبح زائل نہیں ہوتا اور اوسمیں لاتحصی مفاسد و مطاعن

ورگو زمین اور جواز خلف فی الوعید بھی ہزار ہا مطاعن کو موجب ہے لیکن جواز خلف فی الوعید و جواز کذب باریتعالی دونون قطعاً باطل ہین اور یہان سے یہ امر بھی معلوم ہوا کہ سید سند نے جو استحالہ کذب باری کو ممنوع کیا ہے وہ الزاماً کہا ہے اسیلئے کہ اسی مبحث کا جواب لکھا ہے اور مبہم چھوڑ دیا ہے نہین نص کیا ہے کہ یہ عدم استحالہ ہمارا مذہب ہے یا معتزلہ کا اور امام فخر الدین رازی نے تصریح کردی ہے کہ ہم الزاماً کہتے ہین کہ استحالہ کذب کا معتزلہ کے نزدیک بجہت قبح ہے اور یہان قبح نہین ہے بجہت مصلحت عفو و کرم کے اور اسی امر کو ہم رسالہ مین تفصیل وار بیان کر چکے ہین اور یہی تحقیق رسالہ ہذا مین مکرر گذر چکی ہے للہ الحمد اولاً و آخراً و علی رسولہ الصلوة والسلام فی الدنیا والآخرة

التماس مؤلف

اہل حق کی خدمت مین التماس ہے کہ مین نے یہ رسالہ کسی نفسانی غرض سے نہین لکھا بلکہ محض بنظر خیر خواہی اسلام و اہل اسلام لکھا ہے اور حمیت دینی اس تحریر کا باعث ہوئی ہے امکان کذب باریتعالی ایسا تاریک خیال ہے کہ جسکے دلمین نور ایمان کی جھلک ہے وہ ہرگز اس ظلمت کے پاس نہ آئیگا اور ایسی مہیب مہیب باتین ہین کہ جو مسلمان سنیگا وہ تھرا جائیگا مگر عوام کے دھوکا کھانے اور دشمنان دین کے طعن کرنیکا نہایت خوف ہوا اسی وجہ سے مین نے یہ محنت گوارا کی اگر پسند خاطر ہو تو سمجھین کہ اس ذات جامع الکمالات کیطرف سے ہی جو ہر طرح کے نقص و عیب سے منزہ ہے اور اگر کوئی نقص دیکھین تو اس ہمہ تن عیب کیطرف منسوب کرین وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِی اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اور اگر بنظر محبت اسلامی اس خاکسار کو اطلاع دین تو بہتر ہے مگر ایسا نکرین کہ بغیر نہایت غور و فکر کے جھٹ پٹ رد کرنے پر مستعد ہو جائین کہ بزرگون کے اس مقولہ پر نظر

رکھیں سے وکم من عائب قولا صحیحا * وآفتہ من الفہم السقیم * اور یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہ سلسلہ
کیا ہے ایسا نہو کہ بڑھتے بڑھتے ایسی نوبت پہونچے کہ بری مخالفت اور تغلیط میں حضرت
ایمان علی الاعلان تشریف لیجائیں (اعاذنا اللہ منہ) اور دشمنان دین خوب مضحکہ اڑائیں اور
از تعصب محمل حق سے باز رہے اور خواہ مخواہ رد کے درپے آمادہ کرے تو ان دنوں امرونکا لحاظ ضرور ہے اول یہ
کہ اپنے دعوے کو کسی نص صریح سے ثابت کریں اپنے خیالات و مستنبطات پر قناعت نفرمائیں کیونکہ امر
اعتقادیات میں سے ہے اور امر اعتقادی کسی استنباط سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اسکے لئے ثبوت قطعی چاہئے
کما ہو مبین فی موضعہ اور ادنی مرتبہ یہ ہے کہ اہل مذہب ہی کی تصریح نقل کریں مگر سمجھ کر ایسا نہو
کہ الزامی قول کو اونکا عقیدہ خیال کریں دوسرے یہ کہ کسی مستند شخص کے نام سے تحریر ہو اور اگر ان
دونوں امرونکا لحاظ نہوگا تو وہ تحریر لائق عتاب سمجھی جائیگی *

اشتہار

ایمانی بھائیوں کو مژدہ ہو کہ ان دنوں نادر رسالہ تنزیہ الرحمٰن عن شائبۃ الکذب والنقصان جو کہ تالیف
حضرت مولنا احمد حسن صاحب دام فیضہم کی تصنیف نادر ہے سنہ ۱۳۰۶ھ میں چھپکر اہل ایمان کیلئے جز جان اور
صاحبان بصر کیلئے قوت نظر ہوا ہے اس گوہر گرانمایہ کی خریداری جنھیں منظور ہو وہ چار آنہ قیمت اور دو آنہ
محصول ڈاک علاوہ بھیجکر مدرسہ دار العلوم کانپور سے طلب فرمائیں جو دس میں نسخے خرید کرینگے ان سے تخفیف
کیجائیگی حق تالیف محفوظ رکھا گیا ہے کوئی صاحب بلا اجازت جناب مؤلف طبع کا عزم نکریں جسقدر نسخے
منظور ہوں مشتہر سے طلب فرمائیں * **المشتہر**

حافظ امیر الدین مدرسہ دار العلوم کانپور

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

بحمد اللہ کہ کتاب لاجواب تصنیف لطیف معلمی کرم ابی طالب مولوی فضل الدین صاحب رسالدار لائل ختم

۱۳۰۷

سراج الحنفیین
فی
ولادۃ امام المنافقین

۱۸۹۰ء

حسب الایما میاں کرم الدین صاحب خواجہ گجر لعل دین میاں محمد بخش و لعل دین میاں محمد خواجہ سیٹھی

مطبع گلزار محمدی واقع لاہور کے مطبوع ہوئی